بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ۔۵۲)

ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر بطور وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے

اور وہ بحکم اِلٰہی جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ بزرگ ہے حکمت والا ہے۔

اِلہامی دعویٰ اور قرآن کریم کی رُو سے اِسکی سچائی

جناب انصر رضا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

آپ نے اپنے آخری دونوں خطوط (جو تین صفحات پر مشتمل ہیں) میں بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اس عاجز پر نہ صرف کچھ جھوٹے الزامات لگا کر اپنے دل کی خوب بھڑاس نکالی ہے بلکہ اَمرِ متنازعہ (خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود) سے بھی قارئین کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ قارئین کرام نے انصر رضا صاحب کے جوابی مراسلہ (چند نکات برائے توجہ) کا جواب الجواب (اَمرِ متنازعہ۔۔۔خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود) پڑھا ہوگا اور یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ خاکسار نے کس طرح انصر رضا صاحب کے جھوٹے الزامات کا لفظ بلفظ جواب دیا ہے۔ خاکسار نے اُسے یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ایک صدی قبل جب اُمتِ محمدیہ میں ایک موعود پیشگوئی مسیح موعود کے مطابق اِسکا مصداق ظاہر ہوا تو پیشگوئی مسیح موعود کے حوالہ سے مدعی کا رویہ، سنت اور نمونہ کیا تھا؟ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جب اپنے موعود مسیح ہونے کا اعلان فرمایا تو دعویٰ کے بعد علمائے اسلام ہند نے آپ سے آپکے مسیح موعود ہونے کا ثبوت مانگا تو آپؑ نے جواباً فرمایا کہ آپ لوگ حیات مسیح ابن مریم کے قائل ہیں اور آپکا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کو صلیبی موت سے بچا کر زندہ آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور اب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی (مسیح موعود) کے مطابق اُنہوں نے آسمان سے زندہ بجسم عنصری نزول فرما کر وعدہ اِلٰہی کے مطابق دین اسلام کو غالب کرنا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا تھا کہ آپ پہلے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے صرف حیات مسیح ابن مریم یا آپکا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا ثابت کردیں تو پھر میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارے میں الگ سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی اور میں اپنے دعویٰ مسیح موعود سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

قارئین کرام۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضورؑ کے دعاوی میں سے آپکا ایک دعویٰ حَکم وعدل ہونے کا بھی تھا یعنی کسی بھی متنازعہ امر میں آپکا فیصلہ، سنت اور نمونہ ہی سچ ہوگا۔ میں نے اپنے جوابی خط میں انصر صاحب کو بار بار یاد دِہانی کروائی ہے کہ حضورؑ حکم وعدل تھے اور آپ حضورؑ کی سنت اور نمونہ کو چیلنج نہیں کر سکتے اور اگر آپ کرتے ہیں تو پھر آپکے عمل اور رویہ سے ثابت ہو گیا کہ آپ حضورؑ کو بحیثیت حکم وعدل نہیں مانتے۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ اور جماعت احمدیہ قادیان (جس کی نمائندگی میں آپ یہ گفتگو کر رہے ہیں) کیا لاعلمی میں کہیں منافق اور مرتد تو نہیں ہو گئے ہیں؟ آپ سب انصر صاحب کا مورخہ ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء کا جوابی مراسلہ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ حضورؑ کی سنت اور نمونہ کی پیروی کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور اس طرح اُس نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ اور جماعت احمدیہ قادیان در پردہ نہ صرف نفاق بلکہ ارتداد کے بھی شکار ہو چکے ہیں۔ انصر صاحب نے سید مولود احمد صاحب سے یہ بھی کہا ہے کہ خاکسار نے اُس کا کوئی خط گول کر لیا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ میرے ہاں کسی کا کوئی خط گول نہیں ہو سکتا اور ثانیاً آپکے خطوں میں ہے کیا جو کوئی اُنہیں گول کرے؟ آپکے دونوں (۲۴، ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء) خطوط (جو تین صفحات پر مشتمل ہیں) کے جوابات حاضر ہیں آپ ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء کے خط میں اس عاجز کو لکھتے ہیں۔ ''میں نے آپ سے یہ دریافت کیا تھا کہ وہ الفاظ، جملہ یا جملے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور وحی واِلہام اِرشاد فرمائے ہوں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ عبدالغفار جنبہ صاحب آپ مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق زکی غلام ہیں، یا کچھ اسی طرح کے الفاظ ہوں جو آپکی ماموریت کا اعلان کرتے ہوں۔ لیکن آپ نے میرے سوالات کے جواب میں لایعنی اور غیر متعلقہ باتوں پر مشتمل ۴۹ صفحات کا طول طویل خط لکھ مارا حالانکہ اس کا جواب ایک سطر یا چند سطروں میں بھی دیا جا سکتا تھا جیسا کہ عربی محاورہ ہے ''قَلَّ وَدَلَّ''، یعنی قلیل ہو لیکن مدلل ہو۔ آپ نے لمبی لمبی باتیں محض اس لیے لکھی ہیں تا کہ اصل حقیقت اس میں پوشیدہ ہو جائے۔ لہٰذا ایک مرتبہ پھر آپ سے میرا مطالبہ ہے کہ وہ صریح اور واضح الہام اور وحی کی عبارت بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ آپ پر نازل کئے ہوں۔''

الجواب۔ آپ سب جانتے ہیں کہ جناب انصر رضا صاحب نے ۲۲ جنوری ۲۰۱۱ء کو کینیڈا میں ایک مناظرے کے دوران بانگ دہل یہ اعلان کیا تھا کہ ''اِس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کی اس پاک کتاب کی رُو سے میں صحیح ہوں۔ آپ میری غلطی مجھ پر واضح کر دیں میں ترک کرنے کو تیار ہوں۔۔۔ اس لیے میرا اوّل روز سے یہی مؤقف ہے کہ آپ

اس کتاب کی رُو سے جو میرے اور آپ کے درمیان مشترک ہے اس کا ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کا نازل کردہ ہے اور بغیر کسی شک وشبہ کے ہے، ہر گمان سے بالا ہے اور ہر یقین سے پُر ہے۔ اسکے مطابق آپ ثابت کردیں میں غلط ہوں میں اپنا عقیدہ بدلنے کو تیار ہوں۔''

خاکسار نے انصر رضا صاحب کے اس بیان سے متأثر ہو کر اُنہیں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں دعوت اِلی الحق پر مشتمل ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ سب نے اس خط کو پڑھا ہوگا اور دیکھا ہوگا کہ خاکسار نے اپنے خط میں قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود (زکی غلام) قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اس دعویٰ میں قطعاً کوئی صداقت نہیں اور یہ دعویٰ قرآن کریم اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کے بالکل خلاف ہے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانا ہے تو پھر ہمیں قرآن کریم اور حضرت بانئے جماعتؑ کے مبشر الہامات کو نعوذ باللہ جھوٹے ماننا پڑے گا اور اگر قرآن کریم اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے مبشر الہامات سچے ہیں تو پھر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود کامل طور پر غلط اور ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ چونکہ جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کا عقیدہ ہے کہ ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام مسیح الزماں) کے مصداق جناب مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ اب جماعت احمدیہ قادیان کے ممبر اور مبلغ ہونے کی حیثیت سے جناب انصر رضا صاحب کی ذمہ داری تھی کہ یا تو وہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم کی رُو سے سچا ثابت کر کے میری غلط فہمی (اگر کوئی تھی؟) کو دور فرما دیتے اور یا پھر اپنے درج بالا بیان اور اعلان کے مطابق اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود سے دستبردار ہو جاتے۔ انصر رضا صاحب کا بیان اور اعلان سننے کے بعد پہلے اس عاجز نے اُنہیں (مورخہ ۳۱/جولائی ۲۰۱۱ء کو) خط لکھا تھا اور اس طرح انصر رضا صاحب کی ذمہ داری تھی کہ وہ مجھے اپنے بیان کی روشنی میں پہلے اپنے عقیدہ (مصلح موعود) کا ثبوت دیتے اور اگر ثبوت نہ دے سکتے تو پھر اپنے اعلان کے مطابق اس جھوٹے عقیدہ مصلح موعود کو چھوڑ دیتے۔ انصر صاحب خاکسار کو یہ جواب چند فقروں میں دے سکتے تھے لیکن آپ سب نے دیکھا ہوگا کہ انصر رضا صاحب نے لایعنی اور غیر متعلقہ باتوں پر مشتمل تین صفحات کا جو جوابی خط (چند نکات برائے توجہ) مجھے لکھا اس میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور حضورؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں سچا ثابت کرنا تو دور کی بات اُنہوں نے اپنے جوابی مراسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا کوئی ذکر تک نہیں کیا ہے۔ اِسی طرح میرے نام اُنکے ۲۴/اکتوبر اور ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء کے خطوط میں بھی خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟؟؟ عیاں را چہ بیاں کے مطابق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود نتیجہ اخذ کرلیں کہ میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود انصر رضا صاحب نے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے بارے میں کیوں چپ سادھ لی ہے؟ ؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حضرت مہدی ومسیح موعودؑ پر جو کلام اِلٰہی نازل ہوا تھا وہ سب جماعتی کتاب تذکرہ میں محفوظ ہے۔ خاکسار اس تمام کلام اِلٰہی پر ایمان رکھتا ہے اور اِسے اللہ تعالیٰ کا سچا کلام مانتا ہے۔ ہم سب کو علم ہے کہ رُوح الامین حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی وحی پاک آنحضرت ﷺ تک پہنچایا کرتے تھے۔ انصر سے سوال ہے کہ کیا وہ سوائے ایک اِلہام (جَآءَنِیْ اٰئِلٌ) کے اللہ تعالیٰ کی پاک وحی کے سلسلہ میں حضرت بانئے جماعتؑ کا کوئی ایسا حوالہ دکھا سکتے ہیں جس میں آپؑ نے فرمایا ہو کہ فلاں دن اللہ تعالیٰ کا فرشتہ جبرائیلؑ میرے پاس آیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی یہ پاک وحی مجھ تک پہنچائی۔ انصر رضا صاحب کوشش کر کے دیکھ لیں لیکن وہ حضورؑ کے وحی واِلہام کے سلسلہ میں آپکا کوئی ایسا حوالہ نہیں دکھا سکتے۔ اب سوال ہے کہ اگر حضورؑ کی وحی واِلہام کے سلسلہ میں وہ حضرت جبرائیلؑ کا کوئی ایسا حوالہ نہیں دکھا سکتے تو پھر حضورؑ کے موعود زکی غلام سے ایسا حوالہ کیوں مانگ کر رہے ہیں؟ میں نے سنا تھا کہ یہ شخص کینیڈا میں جامعہ احمدیہ میں پروفیسر ہے۔ اب سوال ہے کہ جس انسان کے اپنے علم کا یہ حال ہوا ایسا انسان احمدی طلباء کو کیا پڑھاتا ہوگا؟ قارئین کرام کو یاد رہے کہ ہر وحی اور اِلہام فرشتوں کی حفاظت میں نازل ہوا کرتا ہے لیکن ہر وحی اور اِلہام کیساتھ حضرت جبرائیلؑ کا نازل ہونا ضروری نہیں۔ اِسی ضمن میں جناب خلیفہ ثانی صاحب لکھتے ہیں۔

''یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں جو یہ مسئلہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنا کلام ملائکہ کے ذریعہ نازل فرماتا ہے اِسکے یہ معنی نہیں کہ ملائکہ صرف اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلاً والی وحی کیساتھ نازل ہوتے ہیں۔ بلاواسطہ وحی کیساتھ نازل نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کے ہر اِلہام کیساتھ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور کوئی ایک اِلہام بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس کے متعلق یہ کہا جاسکے کہ اُس کیساتھ فرشتے نازل نہیں ہوتے مگر بعض لوگ غلط فہمی سے اس کا یہ مطلب لے لیتے ہیں کہ جبرائیل ہر اِلہام کیساتھ آکر کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فلاں بات آپ کو پہنچانے کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔ ملائکہ کے نزول کے صرف اتنے معنی ہیں کہ ہر اِلہام فرشتوں کی حفاظت کیساتھ آتا ہے یہ معنی نہیں کہ ہر اِلہام کیساتھ فرشتے آکر یہ کہتے بھی ہیں کہ ہمیں فلاں بات پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِلہامات اسکی تائید میں موجود ہیں مثلاً ایک اِلہام میں تو یہ ذکر آگیا کہ جَآءَنِیْ اٰئِلٌ (تذکرہ صفحہ ۲۰۳) میرے پاس جبرائیل آیا۔ مگر باقی اِلہامات کیساتھ یہ بات بیان نہیں ہوئی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اُس رنگ میں نہیں جس رنگ میں لوگ سمجھتے ہیں۔'' (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۳۰-۴۳۱)

انصر رضا صاحب۔ ہر وحی اور اِلہام فرشتوں کی حفاظت میں تو ملہم اور مرسل تک پہنچتا ہے لیکن ہر وحی اور اِلہام کیساتھ حضرت جبرائیلؑ نہیں آیا کرتا۔ اُمید ہے اس ضمن میں اب آپ کی

تسلی ہو جانی چاہیے۔ باقی وحی و اِلہام کے سلسلہ میں آپکے سوال کا جواب اِنشاءاللہ تعالیٰ مضمون کی آئندہ سطور میں دیا جائے گا۔

آگے لکھتے ہیں: ”آپکے خط کو میں نے بار بار پڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ آپکے طعنوں اور الزامات کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف یہ لکھتا ہوں کہ آپ نے میری بات، کہ اصل مدعا سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کی دشمنی ہے، کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے خط کے صفحہ ۲۶ پر لکھا: ”قارئین کرام۔ ہمارا اصل تنازعہ ”قرآن کریم کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود“ ہے۔“ مزید یہ بھی عرض کردوں کہ اگر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وظیفہ جاری کردیا ہوتا تو آج آپ زکی غلام کا دعویٰ نہ کر رہے ہوتے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آپکا یہ سارا کاروبار ایک منفی اور انتقامی کاروائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔“

الجواب۔ واضح رہے کہ سب سے پہلے ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کو آپ نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اگر کوئی میرے کسی عقیدے کو قرآن کریم کی رُو سے غلط ثابت کردے تو میں اس باطل عقیدے کو چھوڑنے کیلئے تیار ہوں۔ اسکے بعد خاکسار نے اپنے ۳۱ رجولائی ۲۰۱۱ء کو لکھے گئے خط میں جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں قطعی طور جھوٹا ثابت کرکے آپکے آگے رکھ دیا لیکن آپ نے میرے نام اپنے جوابی خط (چند نکات برائے توجہ) میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود (جو کہ انصر رضا صاحب کے بیان اور اعلان کے مطابق اصل متنازعہ اَمر ہے) کا کوئی ذکر تک نہیں کیا۔ اب میرے اس فقرہ کہ ”قارئین کرام۔ ہمارا اصل تنازعہ ”قرآن کریم کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود“ ہے۔“ میں کیا غلطی ہے؟ میرے ان الفاظ سے خلیفہ ثانی صاحب سے میری دشمنی کس طرح ثابت ہوسکتی ہے؟

اولاً۔ مورخہ ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کو دعویٰ یا اعلان آپ نے کیا تھا کہ ”اگر کوئی آپکے کسی عقیدہ کو قرآن کریم کی روشنی میں غلط ثابت کردے تو آپ اُس عقیدہ کو چھوڑ دیں گے“۔ اب جب میں نے آپکے اعلان اور چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آپکے خلیفہ ثانی صاحب کے مصلح موعود ہونے کے عقیدہ کو آپکے مقرر کردہ معیار (قرآن کریم) کے مطابق قطعی طور پر جھوٹا ثابت کرکے آپکے آگے رکھ دیا ہے۔ تو اب آپ کو اپنے بیان اور اعلان کے مطابق کرنا تو یہ چاہیے تھا کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی رُو سے قطعی طور پر ثابت شدہ اپنے جھوٹے عقیدہ سے نہ صرف توبہ کرتے بلکہ جس نے آپکے اس عقیدہ کو جھوٹا ثابت کرکے اِس کا آپ کو علم دیا ہے اُس کا بھی شکریہ ادا کرتے لیکن جواباً آپ فرما رہے ہیں کہ اس سے میری یعنی اس عاجز کی خلیفہ ثانی صاحب کیساتھ دشمنی ثابت ہوتی ہے۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون۔ قارئین کرام۔ آپ بتائیں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کو غلط ثابت کرنے سے میری خلیفہ ثانی صاحب سے دشمنی کس طرح ثابت ہوسکتی ہے؟ واضح رہے کہ حیات مسیح ابن مریم اور آسمان سے اُنکے زندہ بجسم عنصری نازل ہونے کا عقیدہ بالکل غلط تھا۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی مسیح موعود کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنے نزول کے بعد سب سے پہلے مسلمانوں کے اس مروجہ روایتی عقیدہ کو قرآن کریم کی رُو سے غلط ثابت کیا تھا۔ اب حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے حیات مسیح ابن مریم کے عقیدہ کو قرآن کریم کی رُو سے غلط ثابت کرنے سے کیا حضرت مرزا صاحبؑ کی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے دشمنی ثابت ہوتی ہے؟؟؟ ہرگز نہیں۔

ثانیاً۔ میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جماعت احمدیہ میں دعویٰ مصلح موعود اس عاجز کی پیدائش سے بھی بہت پہلے یعنی ۱۹۴۴ء میں کیا تھا۔ چونکہ دعویٰ کے وقت آپ خلیفہ تھے لہٰذا کسی احمدی کیلئے ممکن نہ تھا کہ وہ آپکے دعویٰ کا انکار کرتا۔ نتیجتاً من حیث الجماعت احمدیوں نے اِسے من وعن بغیر کسی چون و چرا کے تسلیم کرلیا۔ مگر جس نے بھی اس کا انکار کیا تو اُسے (بھلے وہ جماعت احمدیہ کے بانی کے سارے دعاوی پر ایمان رکھتا تھا) اخراج اور مقاطع کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا۔ انصر صاحب۔ جو دعویٰ مصلح موعود پہلے سے جماعت احمدیہ میں نہ صرف موجود ہے بلکہ اسے تسلیم بھی کیا ہوا ہے اور آپکا بھی اس دعویٰ پر پختہ ایمان ہے۔ اب سوال ہے کہ کیا آپ کو پہلے اپنے چیلنج اور اعلان کے مطابق اپنے عقیدہ مصلح موعود کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہے؟ اگر آپ یہ کام کردیتے ہیں تو پھر آپکے اس عظیم کارنامہ کے بعد جماعت احمدیہ میں کسی اور مدعی کا دعویٰ مصلح موعود خود بخود باطل ہو جائیگا کیونکہ جماعت احمدیہ میں موعود زکی غلام (مصلح موعود) صرف ایک ہی ہے۔ لیکن اگر آپ خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود سے متعلق اپنے عقیدے کو سچا ثابت نہیں کرسکتے تو پھر آپ کو اپنے ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کے بیان اور اعلان کے مطابق اس جھوٹے عقیدہ سے تائب ہوکر اس کا اعلان کردینا چاہیے۔ اسکے بعد (چونکہ اس وقت یہ عاجز بھی مدعی زکی غلام مسیح الزماں ہے) آپ میرے دعویٰ کے متعلق اپنی ہر قسم کی جانچ پڑتال کریں اور یہ آپکا حق ہوگا۔ خاکسار آپکی طرف سے اُٹھائے گئے سوالات کے جواب میں اپنے دعویٰ کے متعلق دلائل پیش کریگا۔ اگر آپ کو میرے دلائل میں سچائی نظر آئے تو اسے قبول کرلینا بصورت دیگر انکار کردینا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ آپ مصلح موعود سے متعلقہ اپنے عقیدے کو سچا ثابت کرنے کی بجائے خاکسار کو (قرآن کریم کی رُو سے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ثابت کرنے کی پاداش میں) اُنکا دشمن قرار دے رہے ہیں؟؟ اِنا للہ و انا اِلیہ راجعون۔

ثالثاً۔ باقی آپکا یہ الزام کہ میں نے وظیفہ نہ ملنے کی وجہ سے زکی غلام ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ کا یہ الزام بھی پہلے مرسلوں پر لگائے گئے الزاموں کی طرح ایک بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہزاروں احمدی اور بھی ہونگے جنہیں صد سالہ جماعتی تاریخ میں خلفاء اور ارباب و اختیار کی طرف سے میری طرح مایوسیوں کا

سامنا کرنا پڑا ہوگا۔اب اگر رنجش اور انتقام کی بنیاد پر زکی غلام ہونے کا دعویٰ کرنا ممکن ہوتا تو میرے علاوہ آپکے بقول بہت سارے اور احمدی بھی انتقام میں ایسے دعاوی کر گزرتے۔کیا آپ جماعت احمدیہ کی صدسالہ تاریخ میں میرے علاوہ کوئی اور ایسی مثال دے سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ ایسے لوگ تو کسی دعویٰ کی بجائے انتقام میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے جیسا کہ آپکے دوست شیخ احمد کریم صاحب کی مثال آپکے کینیڈا میں موجود ہے جو کہ اصحاب احمد کی اولاد ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایک ہی خلیفہ سے دو احمدیوں کو دکھ پہنچا لیکن اس دکھ کے نتیجے میں ایک کیساتھ اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا مکالمہ ومخاطبہ شروع ہو گیا اور دوسرا انتہائی منفی راستوں چل پڑا۔ایسا کیوں؟ شاید یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہو۔اب جو احمدی بھگوڑے حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ کذاب، مفتری اور نہ جانے کیا کیا القاب دے رہے ہیں۔آپ اُنکے ساتھ علمی مناظرہ کرتے پھر رہے ہیں اور دوران مناظرہ اُنہیں دوست اور بھائی بھی کہتے ہیں۔ برخلاف اِسکے خاکسار حضورؑ پر درود اور سلامتی بھیجتا ہے اور یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ ؎

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں　　وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ　　باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا　　وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دِلوں کے اندھے سوسو دلوں میں پھندے　　پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

یہ عاجز تو ایک بہت ہی کمزور احمدی تھا لیکن حضورؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر اپنا فضل اور رحم فرمایا اور اُسے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بشارت دیئے گئے زکی غلام کی بشارت کا مصداق بنا دیا۔اور جب یہ عاجز اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے علم کے مطابق جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں کی گئی ایک سنگین دھاندلی کی خبر افراد جماعت کو دے رہا ہے تو پھر آپکا خاکسار کو دوست یا بھائی کہنا تو درکنار مجھ پر منفی اور انتقامی کاروائی کا الزام لگا رہے ہیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ پر آپکے ایمان لانے کی کیا یہی حقیقت ہے؟ اور یا پھر وہ نظام جس میں آپ جکڑے ہوئے ہیں کیا اُس نے آپکی مت تو نہیں ماردی؟؟؟ یاد رکھیں کہ جب انسان نفس کے تابع ہو کر صراطِ مستقیم سے ایک قدم آگے پیچھے ہو جاتا ہے تو پھر جب تک اللہ تعالیٰ اُسے اپنے خاص فضل سے ہدایت نہ دے تو وہ اِسی طرح ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔اور یہ بھی مت بھولیں کہ اگر میں نے یہ دعویٰ کسی انتقام کی وجہ سے کیا ہوتا تو جناب خلیفہ رابع صاحب جو آپ سب جماعتی علماء سے بڑھ کر صاحب علم تھے وہ میرے جھوٹ کا پول کھول کر اس دنیا سے رُخصت ہوتے۔ خاکسار ۱۹۹۳ء سے جماعت احمدیہ کے خلفاء اور علماء کو اپنے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے لیکن آپ لوگ سوائے جھوٹے الزامات لگانے کے میرا سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہوش کے ناخن لیں۔ایسی طاقت انتقام کی بنا پر کیے گئے دعاوی میں نہیں ہوتی بلکہ ایسے دعویٰ میں ہوتی ہے جس کی بنیاد وحی اور اِلہام پر ہو۔سچ ہے ؎　　ایں سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آگے لکھتے ہیں۔''سیّد مولود احمد صاحب نے آپکا خط مجھ تک اور باقی لوگوں تک بھیجتے ہوئے یہ لکھا کہ یہ خط آپ کو رُلا دے گا۔اُنہوں نے بالکل سچ لکھا ہے کیونکہ یہ خط پڑھ کر مجھے سیّد مولود احمد صاحب اور آپکی عقل پر رونا آ رہا ہے جیسے فارسی میں کہتے ہیں ''بریں عقل و دانش بباید گریست'' کہ اس عقل ودانش پر تو رونا چاہیے۔ چنانچہ میں بھی سیّد مولود احمد صاحب کی بات کو سچ کرتے ہوئے آپ دونوں کی اور جو آپ کو مان رہے ہیں انکی عقل ودانش پر رو رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے آمین۔''

الجواب۔خاکسار نے جس طرح جناب خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹ کا پول کھول کر اُنکے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی دھجیاں اُڑائی ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے نتیجہ میں ہی ممکن ہوا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔کوئی ہے محمودی جو اس ضمن میں میرا مقابلہ کر سکے۔ ہر گز نہیں۔ باقی جو لوگ اپنے اعمال اور افعال (وہی جبری طور طریقے، وہی رنگ ڈھنگ، وہی نظم وضبط، وہی یہودیانہ تحریف اور کلمات کا اَدل بدل، وہی مرسلوں کا شدید انکار اور مخالفت، وہی عام یہودیوں کی طرح اسیری اور وہی اخراج اور مقاطعہ کے طور طریقے وغیرہ۔) میں یہودی نما بن جائیں تو پھر ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم (بقرہ۔۷۵) کے مطابق اُنکے دل بھی سخت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے نبیوں اور مرسلوں کو قتل اور صلیبوں پر لٹکایا کرتے ہیں۔ جناب مکرم ومحترم سیّد مولود احمد صاحب نے تو بس سادگی اور حسن ظنی میں یہ بات کہہ دی تھی لیکن اُسے کیا خبر کہ درپردہ آپ یہودیوں کا رنگ اختیار کر چکے ہیں۔اقبال سے معذرت کیساتھ۔ ؎　　وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ محمودی ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

۲۵ راکتوبر ۲۰۱۱ء کے خط میں آپ لکھتے ہیں۔''آپ نے جو دو آپشنز مجھے دی ہیں وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہیں اس لئے کہ وہ قرآنی یا اسلامی معیار نہیں ہیں۔لہٰذا میں ان کی رو سے جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔علمی اور اعتقادی مباحث میں یہ اصول نہیں ہوتا کہ ایک بات قرآن میں نہ ہو اور آپ فرمائیں کہ فلاں بات قرآن سے ثابت کرو۔ صداقت کے جو معیار اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائے ہیں ان کو پیش کریں اور پھر ان معیار کی رو سے کسی کے سچا یا جھوٹا ہونے کا مطالبہ کریں۔ یہ نہیں کہ ایک خودساختہ معیار بنایا جائے اور پھر کہا جائے کہ اسے قرآن سے ثابت کرو۔''

الجواب۔قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی موعود بچے کی ولادت کے بعد اُسکی بشارت نہیں دیا کرتا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء علیھم السلام کی مثالیں دے کر ہمیں اپنی اس سنت سے بخوبی آگاہ فرمایا ہے۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ فرما کر کہ ''سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۔''(سورۃ فتح آیت:۲۴)اللہ کی اِس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

اب کیا اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ایک اٹل معیار نہیں ہے کسی ایسے مدعی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے جو بذات خود ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا ہو لیکن وہ دعویٰ کر رہا ہو ایسے وجود سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کا جس نے ۶/۷ رنومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہو۔اگر قرآن کریم میں یہ صداقت کا معیار نہیں تو پھر کیا قرآن کریم میں صرف وفات مسیح ہی صداقت کا معیار ہے؟ یہ تو آپکے فہم قرآن کا حال ہے۔کیا یہ ایک عجیب اور مضحکہ خیز بات نہیں کہ ایک موعود شخص جس کی ولادت ۶/۷ رنومبر ۱۹۰۷ء کے بعد مقدر ہو چکی ہو لیکن ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالا وجود اس موعود زکی غلام سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کر رہا ہو؟ اور آپکی جہالت کا یہ حال کہ پتہ چلنے کے بعد بھی آپ اس جھوٹ سے تائب ہونے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(۱) خاکسار قارئین کرام سے پوچھتا ہے کہ قرآن کریم میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کی سنّتیں کیا حق و باطل کیلئے معیار نہیں ہیں؟ اور اگر یہ سنّتیں معیار نہیں ہیں تو پھر وفات مسیح ابن مریم کیلئے حضرت بانئے جماعتؑ کی بیان فرمودہ تیس آیاتِ قرآنی کس طرح معیار ہو سکتی ہیں؟ اور اگر اولاد کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنن حق و باطل کیلئے قرآنی معیار ہیں تو پھر انصر رضا صاحب سے پوچھا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے یا کہ وہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دفاع کیلئے اِسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک چکا ہے؟؟ ؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

(۲) انصر رضا صاحب سے یہ بھی پوچھا جائے کہ موعود زکی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر اِلہامات اگر پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت جاننے کیلئے معیار نہیں ہیں تو پھر اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کیلئے کیا خلیفہ ثانی کی خود ساختہ اور جھوٹی باون (۵۲) علامتیں معیار ہیں؟ ؎ کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال دل میں آتا ہے مرے سَو سَو اُبال

(۳) انصر رضا صاحب ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کو ببانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہر متنازعہ اَمر کا فیصلہ کرنے کیلئے قرآن کریم ہی ایک معیا ہے۔اور اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ '' آپ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا یمن کیلئے۔آپ نے فرمایا کہ معاذ کیسے فیصلہ کرو گے؟ اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی کتاب سے۔تو سب سے پہلی بات جو ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اسکے بعد پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے اگر اُس میں سے نہ ملے۔تو فرمایا کہ اگر تمہیں اُس میں سے نہ ملے۔یہ نہیں کہ اُس میں ہو نہ۔فرمایا کہ تمہیں نہ ملے۔''

انصر صاحب کے یہ الفاظ اس حقیقت پر دلیل ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ ہر قسم کے دینی متنازعہ اَمر کا حل قرآن کریم میں موجود ہے تو پھر سوال ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کا حل قرآن کریم میں کیوں نہیں ہوگا؟ اَمر واقع یہ ہے کہ اب انصر صاحب کو یقینی طور پر علم ہو گیا ہے کہ اُس کا پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں عقیدہ درست نہیں اور خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قرآن کریم کی رو سے کسی طرح بھی سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔اُنہیں یہ بھی بخوبی علم ہے کہ محمودی نظام میں رہتے ہوئے اُسکی دنیا بظاہر اس جھوٹے عقیدہ مصلح موعود کیساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔اب حضورؑ کے بقول ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب انصر رضا صاحب کے آگے حق اور سچ کھل گیا ہے تو وہ جھوٹ پر دو حرف بھیج دیتے لیکن اب لگتا ایسے ہے کہ وہ اپنی دنیا کی خاطر اپنے ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کے اعلان اور بیان سے مکرنا چاہتے ہیں؟ ؎ جب کھل گئی سچائی تو اس کو مان لینا نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

آگے لکھتے ہیں۔''سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی جس سنّت کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مخالفین سے قرآن سے حیات مسیح ثابت کرنے کا مطالبہ کیا تھا لیکن آپ اتنا نہیں جانتے یا جان بوجھ کر پردہ ڈال رہے ہیں کہ اس مطالبہ یا چیلنج کی بنیاد بھی تو حضورؑ کے الہام پر ہی ہے۔جب تک اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو الہاماً یہ نہیں بتایا کہ مسیح ابن مریم علیہما اسلام فوت ہو چکے ہیں تب تک حضورؑ نے نہ تو وفاتِ مسیحؑ کا دعویٰ کیا اور نہ ہی کسی کو حیاتِ مسیحؑ قرآن سے ثابت کرنے کا چیلنج دیا۔اس لئے جب تک آپ اپنا صریح اور واضح الہام نہیں بتاتے کہ اللہ تعالیٰ نے کن معین الفاظ میں آپ کو زکی غلام بنایا اور کہا ہے تب تک گفتگو آگے نہیں بڑھ سکتی۔''

الجواب۔جواباً عرض ہے کہ خاکسار نے آپ کو اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں پر غور و فکر فرمانے یا اِسے قبول کرنے کی اولاً کوئی دعوت ہی نہیں دی ہے۔خاکسار نے تو آپ کو آپکے علمی مناظرہ کے دوران ((جو مورخہ ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کو آپکے اور ایک سابق احمدی چوہدری اکبر احمد صاحب کے درمیان کینیڈا میں (Mississiauga) مسّس اوگا کے الایمان اسلامک سنٹر میں ہوا تھا)) آپکی طرف سے دیئے گئے ایک بلند و بانگ دعویٰ کے حوالہ سے آپکے ایک عقیدہ (پیشگوئی مصلح موعود) کے سلسلہ میں مورخہ ۱۳ رجولائی ۲۰۱۱ء کو ایک خط لکھا تھا۔اس خط کو آپ دوبارہ پڑھیں۔میں نے اپنے مفصل خط میں از روئے قرآن کریم اور زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں آپکے عقیدہ دربارہ پیشگوئی مصلح موعود کو قطعی طور پر جھوٹا ثابت کیا ہے۔خاکسار کی آپکی خدمت میں صرف اتنی گذارش تھی کہ اگر آپکا عقیدہ دربارہ پیشگوئی مصلح موعود سچا ہے تو آپ میرے دلائل

کوجھٹلا کر اسے اپنے ہی مقرر کردہ قرآنی معیار کی رُو سے سچا ثابت کردیں لیکن اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر آپ اپنے ہی بیان کے مطابق اس جھوٹے عقیدہ سے تائب ہو کر اس کا اعلان کر دیں۔ جہاں تک اس عاجز کے دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ مورخہ ۲۲ رجنوری ۲۰۱۱ء کے دن آپکے علمی مناظرہ میں موضوع بحث ہی نہیں تھا اور نہ ہی آپ نے اپنا بیان میرے کسی دعویٰ کے سلسلہ میں دیا تھا۔ آپکا یہ بیان آن دی ریکارڈ (on the record) ہے اور اِسکے بشمول شیخ احمد کریم اور چوہدری حافظ اکبر احمد بہت سارے عینی شاہد موجود ہیں اور آپ اپنے اس بیان سے بھاگ نہیں سکتے۔ آپ کا یہ بیان آپکے عقائد کے متعلق تھا نہ کہ کسی زید بکر کے دعویٰ کے متعلق۔ باقی جہاں تک حضورؑ کی سنت اور نمونہ کا تعلق ہے تو خاکسار کو اس کا بخوبی علم ہے۔ بات پھر وہی آجاتی ہے کہ اس عاجز کا دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں تو ہمارے زیر بحث ہی نہیں بلکہ زیر بحث تو آپکے بیان کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپکا عقیدہ ہے۔ میں نے اپنا دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) ابھی آپکے آگے غور وفکر کیلئے رکھا ہی نہیں ہے۔ میں نے تو آپکے بیان کے مطابق اور اِسکے حوالہ سے اور آپکے مقرر کردہ قرآنی معیار کے مطابق آپکے ایک عقیدہ کو آپکے آگے جھٹلا کر رکھ دیا ہے۔ اب آپکے لیے دو صورتیں تھیں۔ اولاً۔ یا تو آپ اپنے مقرر کردہ معیار یعنی قرآن کریم کی رو سے اپنے عقیدہ کا اثبات کر کے میری غلط فہمی کو دور کر دیتے۔ ثانیاً۔ اگر آپ کیلئے ایسا کرنا ممکن نہیں (آپکے جوابات سے یہی ظاہر ہو رہا ہے) تو پھر متقی اور حوصلہ مند انسانوں کی طرح صاف صاف طور پر یہ تسلیم کر لیتے کہ میں پیشگوئی مصلح موعود سے متعلقہ اپنے عقیدے کو قرآن کریم کی رو سے ثابت نہیں کر سکتا لیکن میں آپکے دعویٰ کے متعلق بھی اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔ انصر صاحب۔ ابھی تک تو صرف آپکے بیان کے مطابق آپکے ایک عقیدہ کی بات ہو رہی ہے جو کہ میں نے قرآن کریم اور زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں قطعی طور پر جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ آپکی اس فضول اور لغو ضد کے تدارک کیلئے میں آپکے آگے ایک مثال رکھتا ہوں۔ جس طرح میں نے قرآن کریم اور مبشر اِلہامات کی روشنی میں آپکے پیشگوئی مصلح موعود سے متعلقہ عقیدہ کو قطعی طور پر غلط ثابت کر دیا ہے۔ فرض کریں اگر میری طرح یہی کام سرانجام دے کر شیخ احمد کریم صاحب یا حافظ چوہدری اکبر احمد صاحب آپ سے یہ کہتے کہ انصر رضا صاحب اب آپ یا تو اپنے مقرر کردہ معیار کی روشنی میں اپنے مصلح موعود سے متعلقہ عقیدہ کو سچا ثابت کرو اور یا پھر اپنے بیان کے مطابق اس جھوٹے عقیدہ سے تائب ہو کر اس کا اعلان کر دو۔ تو کیا آپ شیخ احمد کریم صاحب یا حافظ چوہدری اکبر احمد صاحب کو جواباً یہ کہتے کہ پہلے آپ عبدالغفار جنبہ کے دعویٰ کے متعلق وحی اور اِلہام پیش کریں؟ وہ آپ کو جواباً کہتے کہ جناب انصر صاحب بات تو آپکے بیان کے مطابق آپکے عقیدہ کی ہو رہی ہے۔ آپ بیچ میں عبدالغفار جنبہ کے دعوے کو کیوں لا رہے ہیں؟ آپکا بیان صرف آپکے عقائد کے متعلق ہے اور ہم نے صرف آپکے بیان کی روشنی میں آپکے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق عقیدہ کا سوال اُٹھایا ہے۔ آپ اپنے عقیدے کو قرآنی معیار کی روشنی میں سچا ثابت کرنے کی بجائے بھاگ رہے ہیں عبدالغفار جنبہ کے دعویٰ کی طرف۔ اس پر وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے اور کہیں گے سوال گندم اور جواب چنا۔ اُمید ہے اب آپ ہوش کے ناخن لیتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق اپنے عقیدہ کو یا تو قرآنی معیار کے مطابق سچا ثابت کریں گے اور یا پھر بڑے دیانتدارانہ طریقے سے جناب مرزا البشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے عقیدہ سے تائب ہو کر اس کا اعلان عام کر دیں گے۔ قارئین کرام۔ مجھے اُمید ہے انصر صاحب کو سمجھ آئے یا نہ آئے لیکن آپ سب اس حقیقت کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے ضمن میں انصر رضا صاحب کے عقیدہ کی حقیقت کیا ہے؟؟؟ وَھُوَا الْمُرَادُ

آگے لکھتے ہیں۔ ''میں پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کی روش غیر احمدیوں والی ہے جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ نے ۱۹۰۱ میں دعویٰ نبوت کیا اور ۱۹۰۸ میں فوت ہو گئے لہٰذا آپ تیئس برس والی مدت میں پورے نہیں اترتے۔ آپ بھی سیّدنا مصلح موعودؓ کے لئے ویسا ہی اعتراض کر رہے ہیں۔ لیکن ٹھہر جائیے! یہ اعتراض نہ صرف سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پڑتا ہے بلکہ ہم سب کے آقا و مولا سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ آپؐ نے نبوت کے اٹھارویں سال میں خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور اس کے پانچ برس بعد فوت ہو گئے۔ اگر آپ کا استدلال استعمال کرتے ہوئے کوئی غیر احمدی اور کوئی غیر مسلم پلٹ کر یہ کہہ دے کہ اس لحاظ سے مرزا غلام احمد علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی سچے ثابت نہیں ہوتے تو آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟''

الجواب۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ٥ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ٥ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ٥'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے اِلہامی دعویٰ کیلئے ہے۔ اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آ رہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آ رہے تھے آج اِن آیات کی وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔ خاکسار بطور ثبوت نومبر

۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر ''یادگیر'' میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جو ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا پیش کرتا ہے۔ احمدی مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنالیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پاسکتا۔'' (مناظرہ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے اِن آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جھوٹے تھے۔ اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

''آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے جس کی طرف لفظ ''تقول'' اشارہ کر رہا ہے۔ دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۹۸)

مزید یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر اِفترا (جھوٹا الہامی دعویٰ) کرے گا وہ نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت یعنی تیئیس (۲۳) سال کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔ اِن آیات میں نبوت یا تجدید کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

قارئین کرام۔ انصر رضا صاحب کی تحریر سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر اِن سے خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو کوئی بعید نہیں ہے کہ یہ لوگ حضرت مرزا صاحبؑ اور آنحضرت ﷺ دونوں کو نبوت سے فارغ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جب کوئی انسان جھوٹے راستہ پر چل پڑتا ہے تو پھر جھوٹے مدعیوں اور اُنکے پیروکاروں کا انجام وہی ہوتا ہے جو خلیفہ ثانی صاحب اور اُسکے پیروکاروں ہے۔

آگے لکھتے ہیں۔ ''میں نے آپ کی مشابہت شیعوں سے ثابت کی تھی کہ جس طرح وہ اس مقدس جماعت جسے اللہ کے رسول نے قائم کیا اس پر تبرا بازی کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی مسیح موعودؑ کے صحابہ کو غلطی خوردہ اور ان کے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود ماننے کے فعل کو انتہائی خطرناک فعل قرار دیتے ہیں۔ لیکن سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اولاد کو جھوٹا کہتے ہوئے آپ سنّیوں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ وہ کم از کم اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی تو عزت کرتے ہیں اور انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں لیکن آپ اسی مقدس اولاد کو جسے شعر و نثر میں حضور نے سراہا ہے اور جن کے متعلق فرمایا کہ "یہی ہے پنجتن جس پر بناء ہے" اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

الجواب۔ خاکسار آپکی ان فضول اور لغو باتوں کا پہلے ہی جواب دے چکا ہے اور قارئین کرام میرے جواب سے آپ کے ان بے ہودہ الزامات کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو گئے ہونگے لہٰذا اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ ؎ جب ہو گئے ہیں ملزم اُترے ہیں گالیوں پر ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگ جفا یہی ہے

آگے لکھتے ہیں۔ ''آپ نے بے بنیاد دعویٰ کیا ہے کہ آپ قرآن کریم کی رو سے سیّدنا حضرت مصلح موعود کا دعویٰ غلط ثابت کر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں صرف یہی کہوں گا کہ "ایں خیال است و محال است و جنوں است"۔ آپ نے لمبی لمبی لایعنی اور بیکار گفتگو تو بہت کی ہے لیکن قرآنی معیار کی روشنی میں حضرت مصلح موعودؓ کو غلط ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔''

الجواب۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو حیات مسیح ابن مریم کے جھوٹے عقیدے کی طرح اس عاجز کے ذریعہ ہمیشہ ہمیش کیلئے دفن کر دیا ہے۔ اب آپ محمودی کیا ساری دنیا مل کر بھی اس جھوٹے عقیدہ مصلح موعود کو زندہ نہیں کر سکتی۔ خاکسار نے آپکے بقول ''لمبی لمبی لایعنی اور بیکار'' باتیں کی ہیں یا کہ ایک جھوٹ کا ہمیشہ کیلئے کام تمام کر دیا ہے کھلے ذہن اور متقی احمدیوں کو اس کا بخوبی علم ہو چکا ہے۔ جیسے جیسے لوگ میری کتب اور مضامین پڑھتے جائیں گے اُنہیں خلیفہ ثانی صاحب کے اِس مکر اور جھوٹے رُوپ کے درشن ہوتے جائیں گے۔ باقی وقت کیساتھ ساتھ میرے دعاوی کی تصدیق بھی ہوتی چلی جائے گی۔ واضح رہے کہ ہر مرسل کا آپ ایسے متعصب اور چاپلوس لوگوں سے واسطہ پڑا تھا جو بتوں کے ٹوٹے جانے کے باوجود بک بک کرتے رہے۔ اگر آپ بھی اپنی آنکھوں پر سے نفرت، جہالت اور تعصب کا چشمہ اُتاریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ہوش آجائے گی۔۔۔ چشم وا کر دو جہان دگرے پیدا شد

آ گے لکھتے ہیں۔ ’’دنیا میں بے شمار دعوے دار اور مذاہب موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے مامورین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ دوسروں کو غلط ثابت کرتے پھریں۔ اِنکا کام خود کو سچا ثابت کرنا ہوتا ہے۔ باقی دوسرے خود بخود جھوٹے ثابت ہوجاتے ہیں۔ وہ دنیا کے سامنے سچائی کے مسلمہ معیار رکھتے ہیں اور تمام مذاہب کو چیلنج کرتے ہیں کہ ان معیار کی رو سے اپنے دین کو سچا ثابت کریں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی سنّت تھی۔ اسی طرح آپ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کو غلط یا نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کی بجائے قرآنی معیار صداقت کی روشنی میں خود کو سچا ثابت کردیں، وہ خود بخود جھوٹے اور غلط ثابت ہوجائیں گے۔ دنیا میں صرف ایک مصلح موعودؓ ہی مامور ہونے کا دعوے دار نہیں ہیں بلکہ ہر مذہب اور فرقہ میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کا کسی نہ کسی لحاظ سے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اگر آپ اسی ڈگر پر چلتے رہے کہ تو آپ کو تمام عمر ایک کے بعد دوسرے کو جھوٹا اور غلط ثابت کرنا پڑے گا اور اسی کا رلا حاصل میں آپ کی تمام عمر بیت جائے گی۔‘‘

الجواب۔ واضح ہو کہ کیا آپ کو سیّدنا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سنت کی کوئی خبر ہے؟ آپکی یہ باتیں ظاہر کررہی ہیں کہ آپ پرلے درجہ کے نہ صرف جاہل بلکہ احمق بھی ہیں۔ کم از کم جو مربیان آپ کو گائیڈ کررہے ہیں حضورؑ کے طرز عمل اور طریقہ کار کے متعلق کچھ نہ کچھ اُن سے ہی پوچھ لیتے۔ واضح رہے کہ حضورؑ پر نازل ہونیوالے کلام الٰہی کی روشنی میں آپکا موعود زکی غلام یقیناً مامور من اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسے کھڑا کرے گا تب وہ کھڑا ہوگا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایک طرف تو حلفاً مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف وہ ساری زندگی اپنے مامور من اللہ ہونے کا انکار کرتے رہے۔

اگر ’’اللہ تعالیٰ کے سچے مامورین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ دوسروں کو غلط ثابت کرتے پھریں‘‘ تو پھر خاکسار آپ سے الزامی رنگ میں پوچھتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے درج ذیل اِقتباسات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ حضور علیہ السلام لکھتے ہیں۔

(۱) ’’وہ (نعوذ باللہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ۔ ناقل) ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور اِنسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا‘‘۔ (روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ست بچن)

(۲) ’’یہ بھی یاد رہے کہ آپکو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ اِن کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپکے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۰ بحوالہ انجام آتھم مع ضمیمہ)

(۳) ’’ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ آپکی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور انکو یقین تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(۴) ’’عیسائیوں نے بہت سے آپکے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اِسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(۵) ’’آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور اِن کو کچھ نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہورہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مرسکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا۔ یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک اُلٹی جوتی سیدھا کرکے تو دکھلائے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۹۱)

(۶) ’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جنکے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اُسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اُسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘ (انجام آتھم مع ضمیمہ۔ (ایضاً صفحہ ۲۹۱)

قارئین کرام کو یاد رہے کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق اِتنے سخت الفاظ کیوں استعمال فرمائے ہیں۔؟ جواباً عرض ہے کہ اَوّلاً۔ حضورؑ نے شرک کی بیخ کنی کیلئے عیسائیوں کے مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح کیلئے یہ سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں تا کہ اَرض وسما کے سچے خدا کی عظمت اور اُسکی توحید کا بول بالا ہو اور اُس کا

جلال ظاہر ہو۔ ثانیاً۔ حیات مسیح ابن مریم اور ابن اللہ ایسے باطل عقائد کی تردید اور مسیح ابن مریم سے متعلقہ پیشگوئی کے مطابق نزول فرمانیوالے مسیح موعود کی طرف عیسائیوں اور مسلمانوں کی توجہ مبذول کروانے کیلئے حضرت بانئے جماعت نے عیسائیوں کے نعوذ باللہ خدا اور مسلمانوں کے فرضی مسیح کیلئے یہ سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ وگرنہ وہ ''زکی غلام'' جس کی اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے حضرت مریم علیہ السلام کو بشارت دی تھی اُنکے متعلق حضورؑ نے کبھی ایسا نہیں فرمایا تھا۔ اگر کوئی قاری اس موضوع پر کچھ زیادہ تفصیل جاننا چاہے تو وہ میرا ایک مضمون نمبر ۴۴ (عیسائیوں کا خدا حضرت بانئے جماعت کی نظر میں) ضرور پڑھے۔ برخلاف اِس کے خلیفہ ثانی صاحب نے قطعی طور پر حلفاً ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ آئندہ نزول فرمانے والے پیشگوئی مصلح موعود کے سچے مصداق کا کیا یہ کام نہیں ہوگا کہ خلیفہ ثانی صاحب کے جس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود نے جماعت احمدیہ میں جو فساد برپا کیا ہوا ہے اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور مبشر الہامات کی رو سے غلط ثابت کر کے اس فتنہ وفساد کا دفعیہ کرے اور یہ عاجز وہی کچھ کر رہا ہے؟؟؟ رہی بات مصلح موعودوں کی تعداد کی تو وہ جماعت احمدیہ میں صرف ایک ہی ہے۔ ایک سے زیادہ نہیں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس عاجز کی تحریریں پڑھ کر متقی اور سلیم الفطرت احمدی خود بخود صادق کو پہچان لیں گے۔ حضورؑ کے درج بالا اقتباسات کی وجہ سے آپکے مخالفین اور مکذبین نے آپؑ پر نبیوں کی دشمنی کے الزامات لگائے تھے اور آج حضورؑ کے موعود زکی غلام کو اہل تشیع کیساتھ مشابہت دے کر آپ بھی وہی کام کر رہے ہیں جو حضورؑ کے منکرین اور مکذبین نے کیے تھے ''می تواند شد یہودی می تواند شد مسیح''۔

آگے لکھتے ہیں۔ ''یاد رکھیں کہ بفرضِ محال سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہو بھی جائیں تب بھی آپ سچے ثابت نہیں ہو سکتے۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے کہ ایک شخص اپنے بچے کے ساتھ بادشاہ کے محل کے باہر سے گزر رہا تھا۔ بچے نے پوچھا کہ یہاں کون رہتا ہے اس شخص نے جواب دیا کہ یہاں بادشاہ رہتا ہے۔ بچے نے پوچھا کہ اس سے پہلے یہاں کون رہتا تھا، اس نے کہا اس سے پہلے یہاں بادشاہ کا باپ رہتا تھا۔ بچے نے پوچھا کہ اس بادشاہ کے بعد یہاں کون رہے گا۔ اس نے کہا کہ اس کے بعد یہاں اس بادشاہ کا بیٹا رہے گا۔ بچے نے کہا کہ پھر اس بیٹے کے بعد یہاں کون رہے گا۔ اس شخص نے کہا کہ بیٹا اگر یہ بادشاہ، اس کا بیٹا اور پھر اس کا بیٹا اور اس کا سارا خاندان بھی مر جائے تب بھی تم اس محل میں نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح اگر ساری دنیا کے مدعیانِ ماموریت جھوٹے ثابت ہو جائیں تب بھی آپ اس وقت تک سچے ثابت نہیں ہو سکتے جب تک مسلمہ معیار کی رو سے اپنی صداقت نہ ثابت کر دیں۔''

الجواب۔ آپ نے جو مثال پیش کی ہے لوگ اِسے پڑھ کر آپکے علم اور حکمت کے معیار کی خوب داد دیں گے کیونکہ آپ نے اپنے صاحب علم ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب اور آپکے جانشینوں نے ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی آڑ میں حضورؑ کی جماعت احمدیہ کو خلافت کے نام پر ہندو پاک میں مروج پیری مریدی کی طرز پر ایک منظم اور جدید دوکان بنایا ہے۔ اس دوکان کو قائم اور دائم رکھنے اور احمدیوں کی ذہنی تطہیر کرنے کیلئے اِن نام نہاد خلفاء نے قریباً سو سال سے آپ ایسے جاہلوں کو ایسے ہی قصے اور کہانیاں پڑھائی ہیں۔ اور آپکی درج بالا مثال سے قطعی طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آپ نے اِن لوگوں کی ایسی لغو اور بے ہودہ کہانیوں کو سند سمجھ لیا ہے۔ آپ نے جو احمقانہ مثال دی ہے اللہ تعالیٰ کے مرسلوں پر یہ فٹ نہیں ہوسکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن۔۱۶) (وہ) اونچے درجوں والا (ہے) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح القدس نازل فرماتا ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

انصر رضا صاحب۔ اپنے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ اور آپکی جہالت کی انتہا دیکھئے کہ آپ مرسلوں کی بعثت کا ملوکوں اور بادشاہوں سے موازنہ کر رہے ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ اُمت محمدیہ ابھی تک حضرت مہدی معہود کا حضرت فاطمہؓ کی عترت سے ظاہر ہونے کا شدت سے انتظار کر رہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک صدی قبل مسلمانوں کے اس عمومی عقیدہ کے برخلاف اُس موعود مہدی کو ایک ایسی قوم (جس کا بالعموم بطور تیتر اور بٹیر باز ہونے کا چرچہ ہے) میں سے چن لیا تھا جس کا کسی مسلمان کو وہم وگمان بھی نہیں تھا۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ جماعت احمدیہ میں اب موعود زکی غلام کے متعلق ایسا کیوں نہیں ہوسکتا؟ اللہ تعالیٰ نے پہلے مرسلوں کی طرح یقیناً موعود زکی غلام کو بھی اگر حضورؑ کی صلب کی بجائے آپؑ کی روحانی ذریت یعنی جماعت احمدیہ میں سے ایک معزز جاٹ جنبہ قوم میں سے چن لیا ہے تو اس سے آپ کو کیا پریشانی لاحق ہوگئی ہے؟ ایک محاورہ ہے کہ ''چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے'' آپ نے اس مثل کے مطابق خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قطعی طور پر جھوٹا تو تسلیم نہیں کیا لیکن یہ کہہ کر ''کہ بفرضِ محال سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہو بھی جائیں تب بھی آپ سچے ثابت نہیں ہوسکتے۔'' ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی حد تک تسلیم کر لیا ہے۔ یہ اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے کسی جاہل سے جاہل انسان کو بھی ہدایت دینا کوئی مشکل نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہوسکتا ہے کل کلاں آپ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے عقیدہ سے تائب ہو کر اس کا اعلان بھی کر دیں۔

آگے لکھتے ہیں۔ ''حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح آپ نے مجھے دو آپشنز دی تھی اسی طرح میں بھی آپ کے سامنے دو آپشنز رکھتا ہوں۔ اپنا واضح اور صریح الہام پیش کریں جس میں

معین الفاظ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کہا ہو۔ قرآن کریم کے معیارِ صداقت پیش کریں اور اپنا سچا ہونا ان کی رُو سے ثابت کریں۔"

الجواب۔ خاکسار کے دونوں آپشنز (options) تو آپ کا اور دیگر قادیانیوں کا منہ چڑا رہے ہیں اور آپ اس حقیقت کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اَمرِ واقع یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی قیامت تک خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو نہ قرآن کریم کی رو سے اور نہ ہی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں نازل ہونیوالے مبشر اِلہامات کی رو سے سچا ثابت نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرض کے طور پر ہی سہی کسی نہ کسی رنگ میں بہرحال خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا تسلیم کرلیا ہے۔ اب خاکسار آپکے دونوں آپشنز (options) کے سلسلہ میں کچھ گذارشات پیش کرے گا۔۔۔ گر قبول افتذ زہے عزّ وشرف۔۔۔ ((نوٹ۔ قارئین کرام کو یاد رہے کہ آگے مضمون میں جس بات کو اس عاجز نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اگر میں نے اس معاملہ میں کوئی جھوٹ سے کام لیا ہو تو میں کہتا ہوں کہ۔۔۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین))

وحی اور اِلہام کی حقیقت۔ آپکے وحی اور اِلہامات کے سوالات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپکے وحی واِلہام کے تصور میں کچھ گڑبڑ ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ جس طرح قرآن کریم کی وحی متلو ہے اللہ تعالیٰ ہر انسان پر اِسی طرز کی وحی نازل فرماتا ہے۔ یہ بات کلیتاً درست نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کیساتھ اُسکی روحانی حالت کے مطابق کلام فرماتا ہے اور جس طرح روحانی نقطہ نظر سے بنی نوع انسان کی بے شمار اقسام ہیں اسی طرح وحی والہام کی بھی بے شمار اقسام ہیں۔ جہاں تک قرآن کریم کی وحی کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی وحی متلو ہے جس کو صرف اور صرف میرے آقا (فداہ اُمی واَبی) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم اور پاک دل نے برداشت کیا اور پھٹ نہیں پڑا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (الحشر۔ ۲۲) اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اُسے دیکھتا کہ وہ جھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔

جاننا چاہیے کہ ایسی وحی متلو کی مثال نہ تو قرآن کریم کے نزول سے پہلے کی وحیوں میں سے دی جاسکتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایسا عظیم الشان کلام کسی انسان پر نازل ہوسکتا ہے۔ یہ نزول وحی کا ایک انفرادی واقعہ تھا۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا انسان دوبارہ دنیا میں پیدا ہوا اور نہ ہی ایسی عظیم الشان وحی متلو کسی انسان پر نازل ہو۔ وحی والہام کا سلسلہ تو ہمیشہ جاری وساری ہے۔ یہ سلسلہ بند نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ "جیسی رُوح ویسے فرشتے" اِسی طرح جیسے کسی انسان کا کوئی روحانی مقام ومرتبہ ہوگا اُسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اُس سے کلام بھی فرمائے گا۔ اپنی کسی خواب یا اِلہام کا ذکر کرنے سے پہلے خاکسار وحی اور اِلہام کی حقیقت سے متعلق کچھ مزید عرض کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ چونکہ انصر رضا صاحب اور دوسرے قادیانی حضرات خلیفہ ثانی صاحب کی تفسیر کبیر کو کافی معتبر اور مستند (authentic) سمجھتے ہیں لہٰذا خاکسار اس سلسلہ میں کسی اور مفسر کی بجائے تفسیر کبیر کے حوالے سے ہی بات کرے گا۔ بعض لاہوری بھائی ناسمجھی میں مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی تفسیر صغیر کا ترجمہ استعمال کرتا ہوں۔ حالانکہ واضح ہو کہ میں سب سے پہلے اپنے فہم قرآن سے کام لیتا ہوں اور پھر کسی ایک تفسیر پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ دیگر تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، بیان القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن وغیرہ سب سے استفادہ کرتا ہوں۔ خاکسار افراد جماعت کو بھی نصیحت کرے گا کہ علم روشنی ہے۔ آپ تعصّبات اور نفرتوں سے پاک ہوکر علم کو علم سمجھ کر حاصل کیا کرو۔ ہمارے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بقول "حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے"۔ اُسے چاہیے کہ جہاں سے یہ ملے وہ اِسے حاصل کرلے۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب کے مطابق وحی کے لغوی معانی (۱) کسی کام پر مبعوث کرنا (۲) دل میں بات ڈالنا (۳) اِشارے سے بات سمجھانا (۴) کسی پیغامبر کی معرفت پیغام بھیجنا (۵) لکھنا (۶) دوسروں سے چھپا کر بات کرنا اور (۷) حکم دینا کے ہیں (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۱۹)

خلیفہ ثانی کے مطابق وحی کے ایک معنیٰ "اشارے سے بات سمجھانا" کے بھی ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے اور میں کہتا ہوں کہ یقیناً سچ ہے تو خاکسار کا قارئین سے سوال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اشارے سے کوئی بات سمجھا دے تو پھر حامل وحی اللہ تعالیٰ کے "اِس اشارے" کو لوگوں کو اپنے الفاظ میں بیان کرکے ہی سمجھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ۔ ۵۲) ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر بطور وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ بحکم اِلٰہی جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ بزرگ ہے حکمت والا ہے۔

قرآن کریم کی درج بالا آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے تین طریقوں سے کلام فرماتا ہے۔ اس ضمن میں جناب خلیفہ ثانی صاحب فرماتے ہیں۔ "غرض اس آیت کے ماتحت وحی کی تین اقسام ہوگئیں۔ (۱) حقیقی بلا واسطہ وحی۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام بندہ پر بغیر کسی واسطہ کے نازل ہو (۲) دوسری جسے قرآن نے تیسرے درجہ پر رکھا ہے مگر میں تقریب تفہیم کیلئے اسے پہلے بیان کردیتا ہوں وہ حقیقی بالواسطہ وحی ہے جس میں خدا تعالیٰ اپنا کلام فرشتے پر نازل کرتا ہے اور فرشتہ بندے تک پہنچاتا ہے (۳) تیسری تابع وحی ہے جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے الفاظ نازل نہیں ہوتے بلکہ مضمون کو تعبیر طلب امثال میں یا بے تعبیر طلب نظارہ میں دکھایا جاتا ہے اور اُس کو لفظوں میں تبدیل کرنا بندہ کے سپرد کردیا جاتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۴۱)

قارئین کرام۔اب اسکے بعد خاکسار اپنے روحانی واقعہ کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہے۔ ۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۸ء کی بات ہے تب میں بی اے کا طالبعلم تھا اور میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے صمیمِ قلب کیساتھ پختہ عزم کیا ہوا تھا۔اس وقت میری عمر ۲۳ یا ۲۴ سال تھی۔ایک دن میں اپنی ماں کیساتھ اپنے گاؤں ڈاور سے ربوہ اپنے گھر (جو دارالصدر غربی میں واقع ہے) شام کے وقت آیا۔نمازِ عشاء سے پہلے میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں کچھ منظوم فقرات پیدا ہو رہے ہیں۔اگر چہ میں نے زندگی میں کبھی شعر نہیں کہے اور نہ ہی میری طبیعت اِس طرف مائل ہے لیکن پھر بھی یہ فقرات کچھ منظوم تھے۔چند منٹوں کے بعد میں نے یہ منظوم فقرات لکھ لیے۔غیب سے اچانک منظوم فقرات کا ملنا مجھ ایسے غیر شاعر کیلئے ایک عجیب واقعہ تو تھا اور میں اس پر تھوڑا بہت حیران بھی ہوا لیکن اسے اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ لینا جو مجھ پر نازل ہوا ہوا ایسا میرے لیے ممکن ہی نہیں تھا۔اگلے دن میں نے محسوس کیا کہ یہ تو ایک بڑی خوبصورت اور عظیم الشان دعا ہے اور اِسے نماز میں پڑھنا چاہیے۔میں نے یہ منظوم دعائیہ فقرات اپنی ماں کو بھی پڑھ کر سنائے اور چند دیگر دوستوں کو بھی سنائے اور اُنہیں نصیحت کی کہ یہ دعا آپ بھی نماز میں پڑھا کریں۔میں خود بھی اِس دعا کو حسبِ توفیق نماز میں پڑھتا رہا۔یہ منظوم دعائیہ فقرات درجِ ذیل ہیں:۔

اے میرے اللہ! تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں
در در کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

تو پاک مجھ کو کر دے اور نیک بھی بنا دے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے

ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہر دم

اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں

اسلام پر جیئوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

منظوم دعائیہ اشعار سے متعلقہ واقعہ کے چند ماہ بعد میں ایک خواب دیکھتا ہوں۔ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی تھی جو اب خشک ہو چکی ہے۔دریائے چناب میں جب کبھی اونچے درجے کا سیلاب آتا ہے تو سیلابی پانی سے یہ ندی بھی بھر جاتی ہے۔''خواب میں دیکھتا ہوں کہ اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ ہے۔ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے رُوبرُو کھڑا پاتا ہوں۔حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔''غفار نماز پڑھا کرواور میرے ساتھ دُعا کرو''۔میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دُعا کیلئے اُٹھا لیے اور اِس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور درج بالا منظوم دُعائیہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔''

قارئین کرام۔یہ خواب بھی ایک عجیب خواب تھی کیونکہ ایک تو یہ انتہائی مختصر تھی اور دوسرے چند ماہ پیشتر جو منظوم دعائیہ فقرات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے میں نے اس خواب میں حضورؑ کے رُوبرو آپکے حکم پر آپکی دُعا میں شامل ہو کر اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر وہ دعائیہ منظوم فقرات پڑھے تھے۔بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بندہ سچا خواب دیکھتا ہے تو بیداری کے فوراً بعد اکثر اُسے خواب کی تعبیر کا کچھ نہ کچھ فہم حاصل ہو جاتا ہے لیکن مجھے اس خواب کی تعبیر کا کوئی علم نہ ہوا اور نہ ہی میں نے کسی عالم کے پاس جا کر اس خواب کی تعبیر پوچھنے کی کوئی ضرورت محسوس کی۔خواب دیکھ کر خوشی ضرور ہوئی تھی اور یہ بھی یقین ہوا کہ یہ ایک مبارک خواب ہے اور اس طرح چند دنوں کے بعد بات آئی گئی ہو گئی۔وسط

دسمبر ۱۹۸۳ء میں دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ (جس کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں موجود ہے) سے اُٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو درج بالا خواب کی تعبیر اور منظوم دعائیہ فقرات کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔

منظوم دعائیہ فقرات کی حقیقت۔ قارئین کرام۔ جب یہ منظوم دعائیہ فقرات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے تو اِس وقت میں حیران تو ضرور ہوا لیکن سچی بات ہے کہ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ فقرات غائب سے میرے دل میں ڈالے گئے ہیں یا یہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور کوئی اِلہامی کلام ہے۔ اس وقت میں ایسی کسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی بعد ازاں میں نے ایسا کوئی خیال کیا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ میں مذہبی نقطہ نظر سے مطلقاً ایک اُمی انسان تھا۔ دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے میری توجہ درج بالا خواب اور اس میں پڑھے گئے اشعار کی طرف مبذول کروا کر مجھے اس خواب کی تعبیر اور اشعار کی حقیقت سے آگاہ فرمایا تھا۔ اب جیسا کہ خاکسار خلیفہ ثانی صاحب کے حوالہ سے پہلے یہ لکھ چکا ہے کہ وحی کے لغوی معانی میں سے ایک معنی بات کا دل میں ڈالنا اور اشارے سے بات سمجھانا کے بھی ہے۔ اب بطور وحی جو بات دل میں ڈالی گئی ہو اور اشارے سے سمجھائی گئی ہو تو اُس بات اور اشارے کو ملہم اپنے الفاظ میں ہی بیان کرے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ درج بالا اشعار میں نے تیرے دل میں ڈالے تھے۔ یہاں کوئی سوال کر سکتا ہے کہ ہم کیسے یقین کریں کہ یہ اشعار اللہ تعالیٰ کی وحی اور اُس کا اِلہامی کلام ہے جو تجھ پر نازل ہوا؟ خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ کوئی مانے یا نہ مانے مجھے اس سے قطعاً کوئی سروکار نہیں لیکن میں قارئین کو بتاتا ہوں کہ یہ منظوم دعائیہ فقرات اللہ تعالیٰ کی وحی اور اُس کا کلام تھا جو اُس نے میرے دل پر نازل کیا تھا۔ اب خاکسار یہاں وہ وجوہات لکھتا ہے جن کی وجہ سے مجھے یقین کرنا پڑا کہ یہ منظوم دعائیہ فقرات واقعی اِلہامی کلام تھا۔

(۱) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اِن اشعار سے پہلے میں نے زندگی میں کبھی شعر نظم نہیں کیا تھا۔ اچانک آٹھ دس منٹوں میں آٹھ اشعار پر مشتمل ایک انتہائی معنی خیز اور بامقصد دعا کو نظم کر لینا میرے لیے حیران کن ضرور تھا لیکن چونکہ میں ایک دیہاتی پیدائشی احمدی تھا اور میرا کوئی مذہبی پس منظر بھی نہیں تھا لہٰذا (کسی بھی دوسرے سادہ احمدی کی طرح) میرے لیے اِن اشعار کو اِلہامی خیال کر لینا ممکن نہیں تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جاگتے ہوئے اور ہوش حواس میں میری زندگی میں ایسا واقعہ پہلا واقعہ تھا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایسے خواب بھی دکھائے جو اگلے دن حرف بحرف پورے ہو گئے اور پھر ایسے بھی دیکھا کہ خواب میں میرے سامنے لکھی ہوئی قرآن کریم کی کوئی آیت آ گئی لیکن ایسی خوابیں دیکھ کر خوشی ہوتی تھی لیکن چونکہ میرا مذہبی علم نہ ہونے کے برابر تھا لہٰذا میں نے کبھی بھی ایسی خوابوں کے متعلق ایسا خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اِن خوابوں میں مجھے کوئی پیغام دے رہا ہے؟ دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ میں علم سے متعلق چند اِلہامی دعائیں پڑھنے کے بعد جب میری کایا پلٹ دی گئی اور کھلے کھلے رنگ میں رُوح القدس میرے شاملِ حال ہو گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتانے پر کہ یہ منظوم دعائیہ فقرات میں نے تیرے دل میں ڈالے تھے، میرے لیے سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں اس حقیقت پر ایمان لاؤں۔

(۲) خاکسار نے ۱۹۷۷ء کے آخر میں چند منٹوں (آٹھ سے دس منٹ) میں مذکورہ بالا آٹھ (۸) انتہائی بامعنی اور بامقصد دعائیہ اشعار لکھے تھے۔ اگر عقل اور مشق کے ذریعے اتنے کم وقت میں اس طرح کے آٹھ دعائیہ اشعار کا نظم کرنا ممکن ہو تو میں کسی بھی نامی احمدی یا غیر احمدی شاعر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خاکسار کی طرف سے دیئے گئے کسی موضوع پر آدھے گھنٹے میں ایسے آٹھ اشعار نظم کر کے دکھا دے۔ اگر وہ میری طرف سے دیئے گئے موضوع پر آدھا گھنٹہ چھوڑ ایک گھنٹے میں بھی آٹھ اشعار نظم کر گیا تو پھر میں بھی سمجھ لوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ میری عقل نے ہی یہ آٹھ دعائیہ فقرات نظم کر لیے ہوں۔ اگر کوئی احمدی یا غیر احمدی شاعر میری دعوت پر طبع آزمائی کرنا چاہے تو میں اُسے خوش آمدید کہوں گا۔ قارئین کرام۔ لیکن اگر کوئی نامی شاعر بھی اتنے قلیل وقت میں کسی دیئے گئے موضوع پر ایسے آٹھ اشعار نظم نہ کر سکے تو پھر میرے ایسے غیر شاعر کا چند منٹوں میں آٹھ انتہائی بامعنی اور بامقصد دعائیہ اشعار نظم کر لینا اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کیسے ممکن ہو گیا؟

(۳) حضورؑ کیساتھ خواب میں آپکے فرمان کے مطابق اگر میں ہاتھ اُٹھا کر اِن منظوم دعائیہ فقرات کو پڑھنے کی بجائے کوئی اور دعا کرتا تب بھی میں سمجھتا کہ یہ کوئی عام مبارک خواب ہے۔ اب سوال ہے کہ غیب سے میرے دل میں منظوم دعائیہ فقرات کا ڈالا جانا اور پھر خواب میں حضرت امام آخرالزماں کے فرمان کے مطابق آپکی دعا میں شامل ہو کر اور آپکے ساتھ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا میں اِنہی منظوم دعائیہ فقرات کا پڑھنا ایک عام اور معمولی واقعہ ہرگز نہیں ہے۔ خواب کا یہ واقعہ اس حقیقت کی نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ دعائیہ فقرات یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی میرے دل میں ڈالے گئے تھے۔ اِن تین وجوہات کے علاوہ ایک اور چوتھی وجہ بھی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ منظوم دعائیہ فقرات اِلہامی تھے اور خاکسار اس چوتھی وجہ کا ذکر آگے خواب کی تعبیر کے وقت بیان کرے گا۔

قارئین کرام۔ ہو سکتا ہے کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ماموروں اور مرسلوں پر اللہ تعالیٰ کی وحی ہمیشہ عربی زبان میں ہی نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ ایسا خیال قطعی طور پر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مرسل کو اُسکی قومی زبان میں وحی نازل فرما کر بھیجا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسل پر صرف اُس کی قومی زبان میں ہی وحی نازل فرمائے بلکہ اگر وہ چاہے تو ہر اُس زبان میں وحی نازل فرما دیتا ہے جو مرسل جانتا ہو۔ ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی میں وحی نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح

اس عاجز پر بھی انگریزی، عربی، اردو اور پنجابی میں الہامی فقرات نازل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (ابراہیم۔۵) اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں (وحی دے کر) تا کہ اُنہیں کھول کر بتا دے، پھر اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ رہنے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کسی بندے سے کلام کرنے کے تین ذرائع بیان فرمائے ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اِن تینوں ذرائع میں سے ایک ذریعہ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ کا ہے اور اس میں رؤیا اور کشوف شامل ہیں۔ رؤیا اور کشوف میں اللہ تعالیٰ تعبیر طلب یا بے تعبیر طلب نظارے دکھاتا ہے۔ سچی رؤیا یا کشف کا بے تعبیر طلب نظارہ تو بعد از اں ہو بہو وقوع پذیر ہو جاتا ہے اور جماعت احمدیہ میں بہت سارے لوگوں کو اس کا تجربہ ہوگا اور الحمدللہ خاکسار بھی اس میں صاحب تجربہ ہے۔ بعض رؤیا اور کشوف میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مقررہ وقت سے پہلے بعض تعبیر طلب نظاروں کے پیچھے اصل حقیقت یا پیغام چھپا کر دکھا دیتا ہے۔ خواب بین کو خواب تو یاد رہتا ہے لیکن اسکی تعبیر سے وہ کلیۃً لاعلم رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقررہ وقت پر خواب بین کو اس تعبیر طلب نظارہ کی اصل حقیقت سے آگاہ فرما دیتا ہے اور پھر وہ بندہ آگے اپنے الفاظ میں خواب یا کشف کی تعبیر سے لوگوں کو آگاہ کر دیتا ہے۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب وحی کی اس تیسری قسم (مِنۡ وَّرَآئِ حِجَاب) کے متعلق تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۴۰ پر فرماتے ہیں۔

(۱) ''باقی رہے ایسے خواب جو تصویری زبان میں ہوں وہ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَاب کلام ہوتا ہے یعنی تعبیر طلب۔ دکھایا کچھ اور جاتا ہے اور مضمون اُسکے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ وراء حجاب کے معنی بھی یہی ہیں کہ حقیقت ایک پردہ کے پیچھے مستور ہوتی ہے۔ تم اُس پردہ کو اُٹھاؤ تو وہ تمہیں نظر آ جائے گی بغیر پردہ اُٹھانے کے تم اصل حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ گو یا وحی کے معنی تو لفظی کلام کے ہیں جس کی غرض اس کلام کو غیروں سے چھپانا ہوتا ہے اور مِنۡ وَّرَآئِ حِجَاب کے معنی یہ ہیں کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح کلام فرماتا ہے کہ حقیقت کو خود اس شخص کیلئے بھی پردہ کے پیچھے مخفی کر دیتا ہے جس پر وہ نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ جب تک اُس پردہ کو نہ اُٹھایا جائے اُس وقت تک حقیقت کا انسان کو پورے طور پر علم نہیں ہو سکتا۔'' (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۴۰)

خلیفہ صاحب اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

(۲) ''چونکہ حقیقت حجاب کے پیچھے مخفی ہوتی ہے اس لیے انسان جب تعبیر طلب تمثیل یا نظارہ دیکھتا ہے تو وہ اپنے قیاس سے کام لے کر حقیقت کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے اور کہتا ہے مجھے خدا نے یوں بتایا ہے۔ فرض کرو وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ تیرا لڑکا کامل ہو جائے گا تو یہ ضروری نہیں کہ خدا نے اُسے یہ خبر ان الفاظ میں ہی دی ہو کہ ''تیرا لڑکا کامل ہو جائے گا'' بلکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ نظارہ دکھایا ہو کہ وہ اپنے بچے کو ذبح کر رہا ہے۔ چونکہ یہ نظارہ مشابہ ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ سے اس لیے گو اُسے نظارہ یہ دکھایا گیا ہو کہ وہ اپنے بچے کو ذبح کر رہا ہے مگر وہ اسماعیلی واقعہ پر قیاس کر کے اس وراء حجاب کلام کو تعبیری زبان میں بیان کرتے ہوئے کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا لڑکا بہت بڑا مقام حاصل کرنیوالا ہے یا وہ بڑے رتبہ پر پہنچ جائے گا۔ اب جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے وہ اُسکے اپنے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُسے ان الفاظ میں خبر نہیں دی کہ ''تیرا لڑکا کامل ہو جائے گا'' یا ''بڑے رتبہ پر پہنچ جائے گا'' اُس نے صرف یہ نظارہ دکھایا ہے کہ وہ اپنے بچے کو ذبح کر رہا ہے۔ اب اگر اُسکی تعبیر سو فیصدی درست ہو تب بھی وہ قسم کھا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ''تیرا بچہ ایک کامل شخص ہوگا''۔ وہ قسم کھا کر یہ تو کہہ سکتا ہے کہ خدا نے مجھے اس اس رنگ میں نظارہ دکھایا ہے مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ الفاظ بتائے ہیں۔ یہ وہی شخص کہے گا جس پر لفظاً الہام نازل ہوا ہو وہ بے شک قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ مجھے خدا نے کہا ہے ''تیرا''۔ مجھے خدا نے کہا ہے ''بچہ''۔ مجھے خدا نے کہا ہے ''بڑا''۔ مجھے خدا نے کہا ہے ''آدمی''۔ مجھے خدا نے کہا ہے ''ہو جائیگا''۔ مگر ایسا شخص جس نے صرف نظارہ دیکھا ہے یہ تو قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ جو کچھ میں مفہوم بیان کر رہا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے مگر الفاظ کے متعلق قسم نہیں کھا سکتا۔'' (ایضاً۔ صفحہ ۴۴۱۔۴۴۲)

خواب۔ ''خواب میں دیکھتا ہوں کہ اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ ہے۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے رُوبرُو کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ''غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دُعا کرو''۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دُعا کیلئے اُٹھا لیے اور اِس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور درج بالا منظوم دُعائیہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔''

قارئین کرام۔ درج بالا خواب میں خاکسار نے جو نظارہ دیکھا تھا میں دیکھے گئے اس نظارہ کے لفظ لفظ پر قسم کھا سکتا ہوں۔ خواب دیکھنے کے چھ سال بعد تک خاکسار اِس خواب میں دیکھے گئے نظارہ کی تعبیر سے کامل طور پر نہ صرف لاعلم رہا بلکہ میں نے نہ اپنے قیاس سے اس نظارہ کی کوئی تعبیر کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی کسی بڑے بزرگ کے پاس جا کر اُس سے اس نظارہ کی تعبیر پوچھی۔ ہاں اس دوران گاہے بگاہے بعض رشتہ داروں اور بعض دوست احباب کو یہ خواب بتائی ضرور تھی۔ چھ سال کے بعد وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں لاہور میں

احمدیہ ہوسٹل دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو درج بالا خواب میں دکھائے گئے نظارے کی جو تعبیر بتائی وہ لکھتا ہوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ خاکسار خواب کی اس تعبیر کے متعلق بھی قسم اُٹھا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہے اور یہ میرا کوئی قیاس نہیں ہے لیکن میں جن الفاظ میں یہ تعبیر لکھ رہا ہوں وہ الفاظ میرے اپنے ہیں۔

خواب کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائی گئی تعبیر۔ قارئین کرام۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے جو نظارہ مجھے دکھایا تھا وہ انتہائی مختصر تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ انتہائی جامع اور معنی خیز بھی تھا۔ اس مختصر خواب میں دو (۲) وجود دعا مانگتے ہیں۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ تو ہم سب کے آقا ہیں۔ اس خواب میں آقا اپنے ایک پیروکار کو نماز پڑھنے کی تلقین کرنے کیساتھ ساتھ اُسے اپنی دعا میں شامل فرماتے ہیں۔ پیروکار اپنی دعا میں چند ماہ پیشتر اُسکے دل میں ڈالے گئے منظوم دعائیہ فقرات پڑھتا ہے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس خواب کی طرف مبذول کروا کر مجھے اِسکی تعبیر سے یوں آگاہ فرمایا۔

(**اولاً**) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس خواب میں میرے بندے مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے جو دعا مانگی تھی۔ یہ وہی دعا تھی جو آپ علیہ السلام نے نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے اور غلبہ اسلام کیلئے ہوشیار پور میں چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر مانگی تھی اور پھر اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اِلہام سے اُسے مخاطب کر کے فرمایا تھا! ''میں تجھے **ایک رحمت کا نشان** دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور **فتح اور ظفر کی کلید** تجھے ملتی ہے۔۔۔۔۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(**ثانیاً**) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ **موعود نشان رحمت** اور وہ **موعود زکی غلام** جو میں نے اپنے بندے کی دعا کے جواب میں اُسے بخشا تھا وہ تو (یعنی خاکسار) ہی تھا اور اس خواب میں میں نے تجھے بھی اپنے مہدی و مسیح موعود کے رُوبرُو کھڑا کر کے اُسکی دعا میں شامل فرمایا تھا۔

(**ثالثاً**) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اے عبدالغفار تجھے تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ تو نے مجھ سے کیا مانگنا ہے اور کیسے مانگنا ہے؟ میں نے تجھے وہ کچھ سکھایا جو تمہیں مجھ سے مانگنا چاہیے۔ اور خواب میں جو منظوم دعائیہ فقرات تو (یعنی اس عاجز) نے پڑھے تھے وہ تو نے نظم نہیں کیے تھے بلکہ الہامی طور پر تیرے دل میں ڈالے گئے تھے۔ اور پھر فتح اور غلبہ اِسلام کیلئے یہ منظوم اِلہامی دعا میں نے اپنے حضور میں تجھے اپنے برگزیدہ بندے (مہدی و مسیح موعود) کی دعا میں شامل کر کے اور اُسکی اِقتداء میں تجھ سے منگوائی تھی۔

(**رابعاً**) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں میں نے اپنے برگزیدہ بندے کو جس موعود غلام کی بشارت بخشی تھی اُسکی اصلی اور بڑی (main) صفت اُس کا **زکی** ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تو زکی کے لغوی معنی لغت میں دیکھ۔ جب میں نے زکی کے لغوی معانی لغت میں دیکھے تو اِسکے لغوی معانی ''**پاک اور نیک**'' تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری توجہ نظم کی طرف پھیرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اس میں ایک شعر ہے۔۔۔ ؎

تو **پاک** مجھ کو کر دے اور **نیک** بھی بنا دے　　اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبدلغفار! جو دعائیہ اشعار تیرے دل میں ڈالے گئے تھے اس میں درج بالا شعر میں تجھے (یعنی خاکسار کو) زکی بننے کی دعا بھی سکھائی گئی تھی اور پھر اپنے مہدی و مسیح موعود کی اِقتداء میں تجھ سے یہ دعا منگوائی بھی تھی۔ اور اس طرح میرے برگزیدہ بندے کے آگے تو وہی **موعود زکی غلام** تھا جس کی میں نے اُسے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دی تھی۔ **کیا اب بھی تجھے اپنے موعود زکی غلام ہونے میں کوئی شک ہے؟ اس عاجز نے جواباً عرض کیا تھا کہ اے مہربان! مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے**۔ متذکرہ بالا خواب کی یہ تعبیر معلوم ہونے پر مجھے اپنے موعود زکی غلام ہونے کا علم الیقین تو حاصل ہو گیا لیکن ابھی بھی مجھے حق الیقین حاصل نہیں ہوا تھا؟ یہی وہ چوتھی وجہ ہے جس کا ذکر کرنے کے بارے میں خاکسار نے شروع میں کہا تھا کہ میں اُس کا آگے ذکر کروں گا۔

قارئین کرام۔ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (یوسف۔ ۵۴) اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا یقیناً نفس تو برائی پر بہت اُکسانے والا ہے سوائے اُسکے جس پر میرا پروردگار رحم کرے۔ یقیناً میرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

انصر رضا صاحب۔ جس خلافت کو تم جھوٹے طور پر قدرت ثانیہ کہتے پھر رہے ہو اور عقیدت میں جن خلفاء کیلئے تم مجھ سے کج بحثی میں مصروف ہو اور شاید اپنی اس جہالت پر ناز بھی کر رہے ہو گے کیونکہ آپ ایسے معلموں کی تربیت ہی اس رنگ میں کی گئی ہے۔ خاکسار آپکی آنکھیں کھولنے کیلئے اِن خلفاء کے تقویٰ اور علم کی یہاں صرف ایک مثال آپکے آگے رکھتا ہے۔ جناب خلیفۃ الثالث صاحب جرمنی میں مسجد نور فرانکفرٹ میں مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۷۸ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''**اور پھر یہ بھی کہ ہمارے رستے میں کوئی**

ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے''۔(تین اہم خطبات صفحہ ۴۴)

انصر صاحب۔انبیاء علیہم السلام اپنی زندگیوں میں یہی کہتے رہے کہ ہم اپنے نفس سے بالا نہیں ہیں۔ہم سے بھی غلطی ہوسکتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک پیارے نبی حضرت یوسفؑ نے فرمایا ہے لیکن آپکے خودساختہ قدرت ثانیہ کے مظاہروں کا یہ حال ہے کہ وہ بڑی رعونت کیساتھ فرماتے ہیں ''اور پھر یہ بھی کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے''۔کسی انتخابی خلیفہ کا یہ فرمانا'' کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی روکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے'' بذات خود ایک بہت بڑی غلطی ہے ۔اتنا بڑا دعویٰ تو کسی نبی نے نہیں کیا چہ جائیکہ کوئی غیر نبی کرے۔عالم اسلام میں انتخابی خلفاء کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔''انما انا مثلکم انما انی متبع ولست بمبتدع فان استقمت فتابعونی و ان زغت فقومونی الا وان لی شیطانا یعترینی فاذا اتانی فاجتنبونی ''۔میں صرف تمہاری مانند اُمت کا ایک فرد ہوں۔میں تو مقررہ شریعت کا اتباع کرنیوالا ہوں۔میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کرسکتا۔اگر میں سیدھا رہوں تو میری تابعداری کرو،اگر میں شریعت کے احکام سے منحرف ہوجاؤں تو مجھے سیدھا کردو۔یہ بھی سن لو کہ میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آ چمٹتا ہے،پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہوجاؤ'' ۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

میں اپنے موضوع سے تھوڑا سا ہٹ گیا ہوں۔دوبارہ اُسی طرف لوٹ کرآتا ہوں۔خاکسار اپنے نفس سے ڈرتا تھا اور میں تھوڑا تھوڑا مغموم رہنے لگا۔۱۹۸۴ء میں غالباً ماہ اپریل کے بعد ایک رات نماز عشاء کے بعد میں چارپائی پر پریشانی اور غم کی حالت میں بیٹھا تھا۔اس وقت میں نے اپنے بزرگ و برتر ربّ کے حضور دو(۲) سوال پوچھے اور اِن دونوں میں سے ایک یہ تھا کہ اے مہربان! آپ نے میرے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کی جو مجھے خبر دی ہے کہیں یہ میرے نفس کی بات تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے شک کرنے سے منع کرتے ہوئے جواباً فرمایا ''لَا رَیْبَ فِیْہِ'' یہ اللہ تعالیٰ کا لفظی کلام تھا جو میرے سوال کے جواب میں اس عاجز کی زبان پر جاری ہوا اور اس کلام کے متعلق بھی یہ عاجز قسم اُٹھا سکتا ہے۔انصر رضا صاحب کا سوال ہے کہ اپنا واضح اور صریح الہام پیش کریں جس میں معین الفاظ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کہا ہو؟؟؟ اگر میرے اس جواب کے بعد بھی اُسکی تسلی نہیں ہوتی تو میں ایسے انسان کیلئے یہی دعا کروں گا کہ اے اللہ تعالیٰ! اس انسان کو ہدایت دے کر ہلاکت سے بچا۔آمین

قارئین کرام۔اگر درج بالا منظوم دعائیہ فقرات مجھ غیر شاعر کے دل میں پیدا نہ کیے جاتے اور نہ ہی درج بالا خواب مجھے دکھائی جاتی اور فرض کریں صرف اس عاجز پر درج ذیل اُردو الہامات نازل ہوجاتے۔مثلاً(۱)''زکی غلام ابھی تک ظاہر نہیں ہوا ہے اور اُس نے ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے''(۲)''آنیوالا مصلح موعود تو ہی ہے اور تجھ سے پہلے سارے مدعیان مصلح موعود بشمول مرزا محمود احمد غلطی خوردہ تھے۔'' تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ عاجز تو شاعر نہ ہوتے ہوئے آٹھ منظوم دعائیہ فقرات جو میرے دل میں ڈالے گئے تھے کو خواب کے عالم میں حضرت مہدی و مسیح موعود کے رُوبرو کھڑا ہوکر،آپکے فرمان کے مطابق اور آپکی دعا میں شامل ہوکر اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر پڑھنے کے باوجود بھی الہامی قرار دینے کیلئے تیار نہ ہوا جب تک اللہ تعالیٰ نے اِن فقرات کی حقیقت اور خواب کی تعبیر کا مجھ پر انکشاف نہیں فرمادیا تو پھر میرے ایسے انسان کیلئے مفروضہ کیے گئے درج بالا فقرات کو اِلہام الٰہی قرار دینا کتنا مشکل تھا؟؟؟ جب تک کسی مدعی کو اپنی سچائی کا بذات خود حق الیقین حاصل نہ ہو تو وہ دوسرے لوگوں کو حق الیقین کس طرح دے سکتا ہے؟؟؟ قارئین کرام۔درج بالا منظوم دعا جسکے آدھے اشعار دین اسلام کی فتح اور غلبے پر مشتمل ہیں۔اس دعا کا خواب کے عالم میں اپنے آقا(جن پر پیشگوئی مصلح موعود نازل ہوئی تھی) کے فرمان کے مطابق آپکی دعا میں شامل ہوکر اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر پڑھنا کیا یہ معمولی واقعہ ہے؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے عالم اسلام میں بڑے بڑے بزرگ اور مجدد ین گزرے ہیں۔کیا کوئی کسی بزرگ کی ایسی خواب کی صرف ایک مثال مجھے دے سکتا ہے یا پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں بھی اس عاجز سے پہلے بڑے بڑے نیک بزرگ ہوگزرے ہیں۔کیا کسی بزرگ کی ایسی خواب کی کوئی ایک مثال دی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔میرا دل کہتا ہے کہ آپ کو ایسی خواب کی مثال نہ حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد جماعت احمدیہ میں سے مل سکتی ہے اور نہ ہی حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے عالم اسلام میں سے ملے گی کیونکہ ایسی خواب صرف خواب نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی خاص پروگرام کے تحت ایک روحانی واقعہ ہوتا ہے۔یہ بات بھی کبھی نہ بھولیں کہ ایسی خواب دیکھنے میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔یہ کمال صرف مثیل مصطفیٰ ﷺ (حضرت مرزا غلام احمدؑ) کا ہے جس کی دُعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ ایسے خطاکار کو ایسی خواب دِکھا دی۔واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے میرے دل پر آٹھ منظوم دعائیہ فقرات نازل فرمائے اور اِن میں سے ایک شعر زکی بننے کی دعا پر مشتمل تھا۔بعدازاں اللہ تعالیٰ نے یہ منظوم دعا اپنے برگزیدہ(مہدی و مسیح موعود) جن پر پیشگوئی مصلح موعود نازل ہوئی تھی کے رُوبرو کھڑے کرکے اور اُسکی دعا میں شامل کرکے اپنی حضور مجھ سے منگوائی ہے۔اس واقعہ کے چھ سال بعد ایک مبارک سجدے میں چند الہامی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اِن منظوم دعائیہ فقرات اور خواب کا حوالہ دے کر اس عاجز پر ظاہر فرمادیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضرت مرزا غلام احمدؑ کو جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی وہ موعود زکی غلام تو ہی ہے۔اتنے بڑے واضح انکشاف اور اتنے بڑے عظیم روحانی واقعہ کے بعد بھی اگر انصر صاحب یا

کسی اوراحمدی کی تسلی نہ ہواوروہ مجھ سے بچوں کی طرح ضدی بن کر بار بار یہی سوال کرتا رہے کہ اپنا واضح اورصریح الہام پیش کریں جس میں معین الفاظ میں آپ کواللہ تعالیٰ نے زکی غلام کہا ہوتو پھر میں اُسے غالب کی زبان میں یہی کہوں گا۔۔۔ ؎ حیراں ہوں دل کوروؤں کہ پیٹوں جگر کو میں ۔ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

قارئین کرام۔آٹھ منظوم دعائیہ فقرات کیا معین الفاظ نہیں ہیں؟؟؟"تو پاک مجھ کو کردے اورنیک بھی بنا دے" اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں اس عاجز کوزکی بننے کی دعا سکھائی ہے۔کیا یہ اللہ تعالیٰ کے معین الفاظ نہیں ہیں؟ یہ بھی واضح رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس شعر میں پاک اور نیک کی بجائے زکی کا لفظ استعمال فرمادیتا تو اللہ تعالیٰ اپنی جس عظیم الشان رحمت سے مجھے میرے فائدہ کیلئے ایک مقررہ وقت تک لاعلم رکھنا چاہتا تھا وہ مجھ سے مخفی نہ رہتی اوراس طرح میری اِبتلائی زندگی چھ سال پہلے ہی شروع ہوجاتی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں"پاک اورنیک" الفاظ استعمال فرما کر مجھے زکی بننے کی دعا بھی سکھادی اوردوسری طرف اس معاملہ کوایک وقت تک کیلئے میرے لیئے مخفی بھی بنا دیا۔یہ انکشاف بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پرفرمایا ہےاورمیں نے اِسے اپنے الفاظ میں بیان کردیا ہے۔ ؎ کافی ہے سوچنے کواگر اہل کوئی ہے

مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ وحی کے فوائد۔واضح رہے کہ منظوم آٹھ دعائیہ اشعار کا میرے دل پرنازل ہونا اورپھر چند ماہ کے بعد ایک خواب کے عالم میں جس برگزیدہ انسان پر ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی نازل ہوئی تھی اُنکے آگے اس عاجز کوکھڑا کر کے اوراُن کی دعا میں شامل فرما کر اللہ تعالیٰ کا مجھ سے یہ دعا منگوانے کا نظارہ انتہائی معنی خیز تھا۔
اس مختصر خواب اورآٹھ دعائیہ اشعار میں ایک معانی کا سمندر چھپا ہوا تھا جن سے اللہ تعالیٰ نے خاکسار کوایک وقت تک لاعلم رکھا اورپھر بعدازاں مقررہ وقت پراس سارے واقعہ کی حقیقت سے آگاہ بھی فرمادیا۔اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کے بھلے کیلئے کیا تھا کیونکہ اس روحانی واقعہ کی بجائے اگر اللہ تعالیٰ ۱۹۷۷ء کے آخر میں ہی مجھ پر کھلے کھلے الفاظ نازل فرما کر مجھے میرے موعودزکی غلام مسیح الزماں ہونے کی خبردے دیتا تو وہ طوفان اورزلزلہ جودارالحمد میں ایک مبارک سجدہ سے اٹھنے کے بعد میری زندگی میں آیا جس سے میری کمر خمیدہ ہوگئی تھی وہ چھ سال پہلے ہی میری زندگی میں آجاتا۔اوراگر ایسا ہوجاتا تو بعض دیگر پریشانیوں اورخطرات کے علاوہ شاید میں اپنی دنیاوی تعلیم بھی مکمل نہ کرسکتا۔
ثانیاً۔منظوم دعا ملنے اوراِس دعا کوخواب کے عالم میں حضورؓ کے رُوبروآپکے فرمان کے مطابق اورآپکی دعا میں شامل ہوکر مانگنے سے جو مجھے خوشی اوراطمینان قلب نصیب ہوا شاید ایسی خوشی اوراطمینان قلب خالی خولی وحی متلو سے نہ مل سکتا۔ثالثاً۔کسی بات کواللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اورلوگوں کیلئے شاید اتنا مشکل نہ ہوجتنا میرے ایسے اُمی انسان کیلئے تھا۔ ۱۹۷۷ء کے آخر میں ایک منظوم دعا کا مجھے بخشا جانا اورپھر حضورؓ کی دعا میں شامل کر کے اس دعا کو مجھ سے ہاتھ اُٹھا کر منگوانا اورپھر چھ سات سال کے بعد خلیفہ رابع صاحب کے منہ سے اُنکے منظوم کلام کے ذریعے گذشتہ سارے واقعے کی لاشعوری تصدیق کروا کر اللہ تعالیٰ نے جو مجھے اطمینان قلب اورحق الیقین بخشا شاید خالی وحی متلو نازل ہونے سے ایسا محکم حق الیقین مجھے حاصل نہ ہوسکتا وغیرہ وغیرہ۔وحی مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ کے اِنہی ضمنی فوائد کے حوالہ سے جناب خلیفہ ثانی صاحب فرماتے ہیں۔

(۱)"تصویری زبان کی وحی میں بھی بعض ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے اس کی ضرورت سے اِستغناء ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔مثلاً ایک فائدہ تواس وحی میں یہ ہے کہ گوکلام میں بھی اجمال کومدنظر رکھا جاسکتا ہے مگر تصویری زبان میں تو بعض دفعہ ایسا اجمال ہوتا ہے جو کسی فقرہ میں بھی نہیں ہوسکتا۔اسکی مثال یوں سمجھ لوکہ اگر رؤیا یا کشف کی حالت میں کسی کی صورت آنکھوں کے سامنے پھرادی جائے اُسکے ماتھے پرشکن پڑے ہوئے ہوں اوردس بیس مختلف قسم کے جذبات اُسکے چہرہ سے عیاں ہورہے ہوں تو یہ نظارہ ایک ساعت میں اُسے دکھایا جاسکتا ہے لیکن اگر اِنہی جذبات کوالفاظ کی صورت میں ادا کیا جائے تو خواہ کیسے بھی مجمل الفاظ ہوں اورکس قدر اختصار کوملحوظ رکھا گیا ہو پھر بھی دس پندرہ فقروں میں وہ مضمون ادا ہوگا اورممکن ہے پھر بھی کوئی خامی رہ جائے۔پس ایسے مواقع پرجب اجمال دراجمال صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی بات بتانا چاہتا ہواورالفاظ سے زیادہ بہتر اورمؤثر پیرایہ میں قلیل سے قلیل وقت میں کوئی بات اپنے بندہ پرظاہر کرنا چاہتا ہوتو اُس وقت اللہ تعالیٰ تصویری زبان میں وحی نازل کرتا ہے ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھرادیتا ہے اور اس طرح وہ باتیں جودس بیس فقروں کی محتاج ہوتی ہیں آن کی آن میں انسان پرمنکشف ہوجاتی ہیں۔اسی طرح تصویری زبان میں وحی نازل کرنے کے اوربھی کئی فوائد ہوتے ہیں مثلاً بعض دفعہ کسی مومن بندے کی استمالت قلب مدنظر ہوتی ہے جس کے ماتحت اللہ تعالیٰ کلام کی بجائے تصویری زبان اختیار کرلیتا ہے۔"(تفسیر کبیر جلدنہم صفحہ ۴۴۴)

(۲)"پس تصویری زبان میں وحی کا نزول بے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اُسکے کئی اغراض ہوتے ہیں اورکئی فوائد ہوتے ہیں جن کوخدا تعالیٰ زائد طور پرظاہر کرنا چاہتا ہے۔بیشک وہ فوائد مقصود بالذات نہیں ہوتے صرف ضمنی ہوتے ہیں مگر بہرحال وہ ضمنی فوائد تصویری زبان کے ذریعہ ہی ظاہر ہوسکتے ہیں لفظی کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں ہوسکتے۔اِنہی فوائد کی وجہ سے بعض دفعہ اہم معاملات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویری زبان میں دکھائے جاتے ہیں مگر اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ اُسے وحی لفظی میں دوبارہ بیان کردیا جاتا ہے گویا تصویری زبان میں بھی ایک نظارہ دکھایا جاتا ہے اورکلامی زبان میں بھی اُس کو بیان کردیا جاتا ہے۔اس طرح دونوں فوائد پیدا کردیئے جاتے ہیں۔وہ فوائد بھی جوکلام سے وابستہ ہوتے ہیں اوروہ فوائد بھی جوتصویری زبان سے وابستہ ہوتے ہیں۔"(ایضاً۔صفحہ ۴۴۴)

قارئین کرام۔آنحضرت ﷺ کی روایت کے مطابق دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار(۱۲۴۰۰۰)انبیاء تشریف لائے ہیں اوریہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہرزمانے کے نبی

پر اُسکی برداشت اور اُسکی رُوحانی طاقت کے مطابق اپنا کلام نازل فرمایا تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سب پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا تھا۔ کلام اِلٰہی ہونے کے لحاظ سے یہ سارے کلام برابر ہیں لیکن وسعت، عظمت اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے یہ سارے کلام مختلف ہیں۔ اِن انبیاء علیہم السلام میں سے جو کلام اِلٰہی آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ اتنا عظیم اور ثقیل تھا کہ آپ ﷺ کے جگر نے اِسے برداشت کیا اور پھٹ نہیں پڑا۔ لیکن اِن چاروں انبیاء علیہم السلام کی قوموں کی اکثریت نے وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِيْنَ (شعراء۔۹) کے مطابق اپنے زمانے میں اپنے نبی پر نازل ہونے والے کلام میں نقائص نکال کر اُس کا انکار کیا۔ توریت، انجیل اور حضرت مرزا صاحبؑ پر نازل ہونیوالے کلام تو الگ رہے قرآن کریم ایسی عظیم الشان وحی متلو کے متعلق منکرین کہتے تھے ۔بَلْ قَالُوْآ أَضْغَاثُ أَحْلاَمٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الأَوَّلُونَ (الانبیاء۔٦) بلکہ کہتے ہیں (یہ) پریشان خوابیں ہیں بلکہ (یہ کہ) اس نے اِفترا کیا ہے بلکہ (یہ کہ) وہ شاعر ہے، سو ہمارے پاس کوئی نشان لائے جس طرح (کے نشانوں کیساتھ) پہلوں کو بھیجا گیا۔

آنحضرت ﷺ ایسا عظیم الشان نبی جن پر قرآن کریم ایسی عظیم الشان وحی متلو نازل ہوئی تھی کے بارے میں آپکی قوم کہا کرتی تھی۔ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلاً (الفرقان۔۴۲) اور جب وہ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے صرف ایک ہنسی ٹھٹے کی چیز سمجھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا اللہ نے اس شخص کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

قارئین کرام۔ جب حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت مرزا صاحبؑ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ ایسے نبیوں کی ذات گرامی اور اُنکی وحی میں اُنکی قوموں نے نقائص نکالے تو پھر موعود زکی غلام مسیح الزماں کس باغ کی مولی ہے جو اُسکی ذات اور اُسکے اِلہامات میں بعض احمدی نقائص نہ نکالیں۔ تبھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ ”يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلاَّ كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔“ (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر! اِنکے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اُس سے ہنسی اور ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور ہر مرسل کیساتھ یہی کچھ ہوا تھا۔ خاکسار آپ لوگوں کو بتاتا ہے کہ لوگوں نے اپنے اپنے وقت کے مرسل کو کیوں قبول نہ کیا؟ دراصل اس انکار کی دو (۲) وجوہات تھیں۔ (اولاً) اپنے وقت کے رسول کو لوگوں نے اپنے خود ساختہ پیمانوں اور آرزوؤں کیساتھ پرکھنا اور ناپنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اپنے معیار اور اپنے نشانوں کیساتھ منوانا چاہتا ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اُنہیں وہ معیار اور نشانات قبول نہیں ہوتے جن کیساتھ اللہ تعالیٰ اپنے کسی مرسل کو بھیجتا ہے۔ اسی ضمن میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ”یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کیلئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھہر سکتے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۳۲۸ حاشیہ)

(ثانیاً)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی موعود وجود دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو اُسکی بعثت کیساتھ اُسکی قوم کی آزمائش بھی وابستہ ہوتی ہے۔ مرسل کی بعثت کے بعد يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔۲۷) کے مطابق گمراہ الگ ہوجاتے ہیں اور ہدایت یافتہ الگ۔ اسی ضمن میں آنحضرت ﷺ کے موعود غلام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُسکے کاموں میں تدبر کرنیوالے اور سوچنے والے اور اِس کی حکمتوں اور مصالح کی تہہ تک پہنچنے والے اور عقل منداور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں۔ وہ نافہموں کے دلوں پر رجس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب اُن کو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور اُنکو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کیساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق و ثبات میں ترقی دیں اور اُنکی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اِس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان ان کی جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اُسکی جماعت کے آب زلال کیساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کیساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں

کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے ۔مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اُس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدارنجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہوسکتا۔'' (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰۔۲۱)

حق الیقین پر کیسے پہنچا۔جیسا کہ خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے کہ مذکورہ منظوم دعائیہ فقرات جب مجھے ملے تھے تو اس وقت مجھے کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی مجھے کوئی ایسا خیال آیا کہ یہ دعائیہ فقرات اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں۔ چند ماہ بعد ایک مختصر خواب میں جب میں نے یہ دعائیہ اشعار حضورؒ کے فرمان کے مطابق آپؒ کی دعا میں شامل ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر پڑھے تو اس وقت بھی یقیناً مجھے حیرانی تو ضرور ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے اس مختصر خواب اور منظوم دعائیہ فقرات کو نہ اپنے اوپر سوار کیا اور نہ ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی کوئی وحی اور اِلہام سمجھا۔ چھ سال بعد وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِن منظوم دعائیہ اشعار اور خواب کی حقیقت کا مجھ پر انکشاف فرما دیا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔اپریل ۱۹۸۴ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے افتتاحی خطاب سے پہلے خلیفہ رابع صاحب کی نظم (مردِ حق کی دُعا) کے چند اشعار کی طرف میری توجہ مبذول کروائی اور پھر بطور خاص درج ذیل شعر کہ۔

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا   اے **غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا**، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

کی طرف توجہ مبذول کروا کر مجھ پر ظاہر فرمایا کہ اے عبدالغفار! یاد کر چھ سال پیشتر میں نے تجھے ایک خواب دکھائی تھی۔ اور اس خواب میں تو نے میرے مہدی و مسیح موعود کے آگے اُنکے فرمان کے مطابق اور اُنکی دعا میں شامل ہو کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کچھ منظوم دعائیہ فقرات پڑھے تھے۔کیا تو اس نظارہ کا انکار کر سکتا ہے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں اس کا ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ اشعار میں نے ہی مرزا طاہر احمد کے منہ سے نکلوائے تھے اور اس شعر میں اُسی خواب کا ذکر ہے جس میں تو نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کچھ منظوم دعائیہ اشعار پڑھے تھے۔کیا اب بھی تجھے اپنے موعود غلام مسیح الزماں ہونے میں کوئی شک ہے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے اب اپنے موعود غلام مسیح الزماں ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔قارئین کرام۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے انسان کے منہ سے غلام مسیح الزماں کے ہاتھ اُٹھائے جانے کا ذکر فرما کر جس کو اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی نوجوان احمدی کو پہلے کچھ منظوم دعائیہ فقرات بخشے تھے اور پھر ایک خواب کے عالم میں اپنے مہدی و مسیح موعود کے آگے اس نوجوان کو کھڑا کر کے اور اُسکی دعا میں شامل کر کے اور اُسکے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھوا کر اِن دعائیہ فقرات کو اپنے حضور پڑھایا ہوا بھی ہے۔ **یہ اللہ تعالیٰ کی اس عاجز کو حق الیقین دلانے اور خلیفہ رابع صاحب اور جماعت احمدیہ پر اتمام حجت کرنے کیلئے ایک تدبیر تھی**۔قارئین کرام۔اللہ تعالیٰ نے اس طرح مجھ پر قطعی طور پر اور کھلے کھلے رنگ میں ظاہر فرما دیا کہ منظوم دعائیہ فقرات اور خواب دونوں اللہ تعالیٰ کی وحی اور اِلہام تھے۔ **انصر رضا صاحب۔ اب تو خاکسار نے آپ کو اپنا صریح اور واضح الہام بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن معین الفاظ میں اس عاجز کو زکی غلام بنایا اور کہا ہے۔ اب تو آپکے بقول گفتگو آگے بڑھنی چاہیے۔**

قرآن کریم کے معیار صداقت اور اِنکی رُو سے اس عاجز کی سچائی:۔انصر رضا صاحب کا آخری سوال اس طرح ہے کہ'' **قرآنِ کریم کے معیارِ صداقت پیش کریں اور اپنا سچا ہونا ان کی رو سے ثابت کریں**۔'' خاکسار ذیل میں قرآن کریم کے جن معیاروں کا ذکر کرے گا اِن میں سے سات (۷) وہ معیار ہیں جن کو ہم غیروں کے آگے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچائی کیلئے بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ خاکسار نے اپنے دعویٰ کی سچائی کیلئے مزید دو قرآنی معیاروں کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ تنقیح طلب اَمر کے فیصلہ میں کوئی ابہام نہ رہے۔

(۱) اِن لوگوں کی مخالفت غیر معمولی طور پر ہوتی ہے۔ اُنکے معترضین وہی کہتے ہیں جو پہلے منکرین کہتے تھے۔ **یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ**۔ (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر! اِنکے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اُس سے ہنسی اور ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

انصر رضا صاحب۔کیا آپ یعنی جماعت احمدیہ قادیانی گروپ میرے اور میرے ساتھیوں کیساتھ وہی کچھ نہیں کر رہی جو پہلے راستبازوں کیساتھ اُنکی قوموں نے کیا تھا؟ یہ قرآنی معیار صداقت ہے۔ دلائل کی بجائے طاقت کیساتھ مقابلہ مثلاً۔ اخراج، مقاطعہ، شدید نفرت، ٹھٹھا اور استہزا وغیرہ۔ **جتنے لوگ دنیا میں منہاج نبوت پر آئے اُن سب کیساتھ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق یہی سلوک ہوا**۔ خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد کیا ایسا سلوک اُن کیساتھ بھی ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود ہی منہاج نبوت کے برخلاف تھا کیونکہ افراد جماعت تو اُنکے دعویٰ سے پہلے ہی اُنکی بیعت کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ قطعی ثبوت اس بات کا ہے کہ نہ وہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی

اِلہامی پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود تھے اور نہ ہی درج بالا قرآنی معیار کے مطابق اُن کیساتھ ایسا سلوک ہوا۔

(۲) مرسلوں پر قلیل تعداد میں لوگ ایمان لاتے ہیں۔ **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** (شعراء۔۹) مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

جیسا کہ خاکسار بیان کر چکا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود منہاج نبوت کے برخلاف تھا کیونکہ اُنکے دعویٰ سے پہلے پوری جماعت احمدیہ نے اُنکی بیعت کی ہوئی تھی۔ قرآنی معیار کے مطابق ہر دور میں ہر مرسل پر قلیل تعداد میں لوگ ایمان لاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب چک لوہٹ ضلع لودھیانہ میں ایک مباحثہ میں فرماتے ہیں:۔

''میری اِس تقریر کے جواب میں غیر احمدی مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم سوادِ اعظم ہیں اور جس پر لوگوں کی اکثریت متفق ہو وہ ہدایت ہی ہوتی ہے۔ اِسکے جواب میں میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں مَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ قَلِيلاً مَّا يُؤْمِنُونَ کے فقرات وارد ہوئے ہیں یعنی مومن تھوڑے ہوتے ہیں اور کافر اور غیر مومنوں کی اکثریت ہوتی ہے۔'' (حیات قدسی حصہ سوئم صفحہ ۹۳)

لیکن جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا کوئی احمدی انکار نہیں کرسکتا تھا کیونکہ سب نے اُنکی بیعت کی ہوئی تھی۔ جس احمدی نے بھی خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ کا انکار کیا اُسے اخراج، مقاطع اور ٹھٹھا تمسخر کا سامنا کرنا پڑا۔ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ اس قرآنی معیار کے بھی خلاف تھا جبکہ خاکسار خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور مبشر اِلہامات کے ذریعہ کلیۃً جھٹلا کر اپنے مدلل اور سچے دعویٰ کی طرف افراد جماعت کو گذشتہ آٹھ (۸) سال سے بلا رہا ہے لیکن قرآن کریم کے معیار کے مطابق **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ**۔

(۳) قرآن کریم کے مطابق ایسے لوگ پہلے بزرگوں اور مامورین کی تصدیق کرتے ہیں۔ **وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَكُمْ** (البقرہ۔۴۲) اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اُتارا ہے (اور) جو اس کلام کو جو تمہارے پاس ہے سچا کرنیوالا ہے۔

انصر رضا صاحب۔ واضح ہو کہ قرآنی معیار کے مطابق یہ عاجز نہ صرف پہلے آنیوالے سارے رسولوں کو سچا قرار دے کر اُنکی تصدیق کرتا ہے بلکہ بحیثیت رسول ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتا۔ جبکہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایک ایسا دعویٰ مصلح موعود کر کے جس کے وہ دائرہ بشارت یا دائرہ پیشگوئی میں ہی نہیں آتا تھا نہ صرف مرسلوں کی توہین کی ہے بلکہ جلال اِلٰہی کو بھی بڑھکایا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام کے نزول کے سلسلہ میں پہلے سے ہی فرمایا ہوا ہے۔ ''جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔'' (مجموعہ اِشتہارات جلداوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۴) یہ لوگ گذشتہ ماموروں کے مبشر کلام کی تصدیق کرنیوالے ہوتے ہیں۔ **ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ**۔ (ال عمران آیت۔۸۲) پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اِس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں میثاق النبیین کے مطابق ایک زکی غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی اور یہ بشارت اس وقت جماعت احمدیہ کے پاس موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اِلہام میں ملہم اور اُسکی جماعت کو جس زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اُس موعود کی مرکزی علمی نشانیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مُظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (مجموعہ اِشتہارات جلداوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

انصر رضا صاحب۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اور زکی غلام کے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوا تھا وہ سارا تذکرہ میں آپکے پاس موجود ہے۔ آج یہ عاجز اِسی قرآنی معیار کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنہی علمی، اِلہامی اور قطعی نشانیوں کیساتھ افراد جماعت کے سامنے کھڑا ہے اور آپ اس عاجز کیساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو پہلے منکروں نے اپنے اپنے زمانے کے مرسلوں کیساتھ کیا تھا۔ اس عاجز کی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کا دوسرا حصہ ''نیکی خدا ہے'' کا اِلہامی الٰہی نظریہ اِنہی علمی نشانیوں پر مشتمل ہے۔ اگر آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد اس حقیقت سے آگاہی نہیں ہوئی تو اس عاجز کی تقریر جو اِمسال مورخہ ۲۴ رستمبر ۲۰۱۱ء کو جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ اصلاح پسند جرمنی کے موقع پر ہوئی تھی اور جو اس وقت alghulam.com پر آن ایئر ہے سنی جاسکتی ہے۔ خدا کیلئے کچھ ہوش کے ناخن لو اور اِلٰہی مرسلوں کی تکذیب اور اُن کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو فاسق نہ بناؤ۔

(۵) یہ لوگ خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور یہ لوگ کسی سے خائف نہیں ہوتے۔ **وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللّٰهَ** (الاحزاب۔۴۰) اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔

آپ سب محمودی نظام میں مقید احمدیوں کی ذہنی حالت سے آگاہ ہونگے۔ ان لوگوں کی ذہنی تطہیر کر کے اور اخراج اور مقاطعہ کی سزاؤں کا خوف دلا کر اِنہیں عملاً زندہ درگور بنادیا

گیا ہے۔جیسا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آ ویں۔۔۔'' کیا آج احمدیوں کی موجودہ حالت پیشگوئی مصلح موعود کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے۔واضح رہے کہ کسی انسان کو سچائی اور اپنے سچے ہونے کا عرفان دلیر بناتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس عاجز کو خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کی وجوہات سے آگاہ فرمایا بلکہ اِلہامی پیشگوئی میں مذکورہ موعود ز کی غلام مسیح الزماں کی علمی،اِلہامی اور قطعی نشانیاں عنایت فرما کر یہ بھی بتادیا کہ تو کس طرح سچا ہے۔اِسی سلسلہ میں خلیفہ رابع صاحب اپنے ۵ر دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''اثبات وہ لوگ ہیں جو وقیع ہیں۔جن کی باتیں غلط نہیں ہوتیں۔جن کی باتوں میں وزن ہوتا ہے اور جب بات کرتے ہیں حق کی بات کرتے ہیں۔اب یہ بظاہر الگ الگ معانی ہیں لیکن ایک دوسرے کیساتھ ان سب کا گہرا تعلق ہے۔وہ شخص جو حق پر قائم ہو اور حق کا عرفان بھی رکھتا ہو۔اُس کیلئے لازمی ہے کہ وہ بہادر بھی ہو۔کیونکہ دلیری سچائی سے پیدا ہوتی ہے اور صرف سچائی سے نہیں بلکہ سچائی کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے۔اور دلائل میں جب گفتگو ہو رہی ہو تو وہ شخص جس کے پاس حق ہو،جس کے پاس مضبوط اور قاطع دلیل ہو ،جو شخص اس مضمون کا عرفان رکھتا ہو جس میں گفتگو کر رہا ہے اُسکی بات میں ایک عجیب شوکت پیدا ہو جاتی ہے۔اسکی بحث میں ایک ایسی طاقت آجاتی ہے کہ اسکے نتیجے میں اسکا دلیر ہونا اس کا طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔اِسلئے مومن اپنی گفتگو میں کامل یقین رکھتا ہے اور اُس کیلئے ڈگمگانے کا سوال ہی نہیں۔۔۔۔ہمیشہ دلائل میں اور گفتگو میں وہ شخص ڈگمگاتا ہے جو کہیں جا کر خود ابہام کا شکار ہو جاتا ہے۔۔۔۔تو لاعلمی اور مضمون کی معرفت میں کمی دلائل کی دنیا میں قدم کو ڈگمگاتی ہے اور اسی حد تک اس سے ثبات قدم چھین لیتی ہے۔''

خاکسار نے دس (۱۰) جون ۲۰۰۲ء کو جب خلیفہ رابع صاحب اپنی خلافت کی جوبلی منانے میں مصروف تھے اپنا دعویٰ مکمل ثبوت کیساتھ اُنکی خدمت میں بھیجا تھا۔جب میرا یہ دعویٰ اور اس کا ثبوت اُنکے آگے پہنچا تو وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ رہے بلکہ عملاً زندہ درگور ہو گئے۔اُنہیں اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اَدراک ہو گیا اور خلافت کے نام پر خاندانی گدی جو اُنکے باپ نے شروع کی تھی اُسکی حقیقت بھی اُن پر واضح ہو گئی۔دس جون ۲۰۰۲ء کے بعد خلیفہ رابع صاحب کی جسمانی اور ذہنی حالت کا اندازہ ایم ٹی اے پر آپ نے کیا ہو گا۔اس کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔میرے دعویٰ کے بعد وہ میری سچائی سے اتنا مرعوب اور خوف زدہ ہو چکے تھے کہ اُنکے قدموں میں کوئی ثبات نہیں تھا۔وہ ڈگمگا چکا تھے۔احبابِ جماعت جانتے ہیں کہ اُس سے چلا نہیں جاتا تھا۔میرا دعویٰ موصول ہونے کے چوتھے جمعہ مورخہ ۵ر جولائی ۲۰۰۲ء کو وہ خطبہ جمعہ کے دوران ڈائس پر گر پڑے اور یہ واقعہ افرادِ جماعت نے بذریعہ ایم ٹی اے ملاحظہ کیا ہوا ہے۔خلیفہ رابع صاحب کے اپنے بیان کے مطابق صادقوں کے قدموں میں ثبات ہوتا ہے اور وہ جھوٹوں کے آگے ڈائسوں پر گرا نہیں کرتے بلکہ جھوٹے سچوں کے آگے ڈائسوں پر گرا کرتے ہیں۔اگر خلیفہ رابع صاحب اپنے باپ کے مصلح موعود ہونے کے عقیدہ میں سچے تھے تو پھر ایسا واقعہ کیوں ہوا؟ انصر صاحب۔کیا یہ صداقت کے قرآنی معیار کا جلوہ نہیں تھا؟ ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو   ہو گئے ہیں اِس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللّٰهَ کے معیار کے مطابق میرے اور میرے کسی بھی پیروکار کے دل میں آپ ایسے جھوٹے لوگوں کا کوئی خوف نہیں ہے۔خاکسار اور میرا کوئی بھی پیروکار آپ لوگوں (جماعت احمدیہ قادیان) کا ہر جگہ اور ہر سٹیج پر نہ صرف مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہے بلکہ اپنے دعویٰ موعود غلام مسیح الزماں کی سچائی کے سلسلہ میں دلائل اور براہین کیساتھ گفتگو کرنے کیلئے بھی تیار ہے۔برسبیل تذکرہ اسی ضمن میں بطور مثال خاکسار چند سال پہلے کا ایک واقعہ آپ کے گوش گذار تا ہے۔خاکسار کے ایک رشتہ دار مربی نے مجھ سے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنے ایک حاضر سروس پروفیسر جامع احمدیہ (جس کا نام بتانا مناسب نہیں ہے) سے گفتگو کرنے کی درخواست کی اور اس غرض کیلئے مجھے شام سات (۷) بجے جامع احمدیہ ربوہ میں پروفیسر صاحب کے کمرہ میں آنے کی دعوت دی گئی۔خاکسار مقررہ وقت کے مطابق اپنے دو (۲) عدد ساتھیوں کے ہمراہ جامع احمدیہ میں پروفیسر صاحب کے کمرہ میں حاضر ہو گیا۔اس وقت پروفیسر صاحب کے کمرہ میں قریباً چھ سات کی تعداد میں لوگ تھے جن میں کچھ فارغ التحصیل مربیان اور کچھ جامع احمدیہ کے طالب علم تھے۔میری اور پروفیسر صاحب کی گفتگو سات بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک یعنی ساڑھے پانچ گھنٹے ہوئی۔دو دن کے بعد یہی پروفیسر صاحب اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ میرے ساتھ گفتگو کرنے کیلئے میرے گھر تشریف لائے۔اس دفعہ پھر ہماری سات سے لے کر ساڑھے بارہ بجے تک گفتگو ہوئی۔اس گفتگو میں جناب پروفیسر صاحب نے تسلیم کیا کہ موعود ز کی غلام کے حوالہ سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والے مبشر الہامات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اور اس موعود وجود نے ابھی جماعت احمدیہ میں ظاہر ہونا ہے۔

انصر صاحب۔کیا کوئی ایسا مدعی مصلح موعود جس کو اپنے دعویٰ میں تھوڑا سا بھی شک ہو وہ جامع احمدیہ ربوہ میں ایک حاضر سروس پروفیسر کیساتھ گفتگو کرنے کیلئے جائے گا؟ کیا اس عاجز کے جامع احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کیلئے جانے سے قرآنی معیار وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللّٰهَ کی تصدیق نہیں ہوتی؟؟ تفکروا و تدبروا و اتقوا اللہ ولا تغلوا۔یہ چند باتیں خاکسار نے اس لیے لکھی ہیں تا کہ آپ کو علم ہو جائے کہ قرآن کریم کے مطابق صادق صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور غیر اللہ کا اُسے کوئی خوف نہیں

ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے ان صفات حسنہ سے اس عاجز کو بھی اور میرے پیروکاروں کو بھی مُتصِف کیا ہوا ہے۔ الحمد للہ۔

(۶) قرآن کریم کے مطابق یہ لوگ فساد عالم کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (الروم۔۴۲) لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ہے۔

انصر رضا صاحب۔ اس وقت عالمی حالات پر غور فرمائیں۔ عالم اسلام کو دیکھیں کہ ستاون (۵۷) مسلمان ملکوں کی غربت اور عزت کا کیا حال ہے؟ آج مسلمانوں کا جو حال ہے کیا اس سے پہلے بھی کبھی مسلمانوں کی اس قدر ناگفتہ بہ حالت ہوئی تھی؟ غربت افلاس اور لڑائیوں نے بنی نوع انسان کو بے حال کر دیا ہے۔ اس صدی ہجری کے آغاز سے ہی زلزلوں کا ایک سلسلہ شرع ہوا ہے حتیٰ کہ ایک دن میں تین تین زلزلے بھی آ رہے ہیں۔ کیا آج خشکی اور سمندروں میں انسان انسانوں کیساتھ برسر پیکار نہیں ہیں۔ کیا یہ اس کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ زمین اپنے باسیوں کی بدعملیوں کی وجہ سے ناراض ہو گئی ہے۔ گیارہ (۱۱) ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد دجال موعود کے ظہور میں اب کوئی کسر رہ گئی ہے؟ اُس نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کیا مسلمان ملکوں پر قیامت نہیں ڈھائی ہوئی؟ عالم اسلام میں بددیانتی، بدکرداری اور غربت کا حال دیکھو کہ انسان انسانوں کو کھا رہے ہیں۔ موجودہ دور سے پہلے اس زمین پر ایسے گناہ ضرور ہوئے ہونگے کہ انسانوں نے اپنی ماؤں اور بیٹیوں سے زنا کیا ہو لیکن آپ نے انسانی تاریخ میں کہیں ایسا نہیں پڑھا ہوگا کہ اب سے پہلے کسی وقت ہماری زمین پر ایسا وقت بھی آیا ہو کہ زندہ انسانوں نے مردہ خواتین کو قبروں سے نکال کر اُن سے بدکاری کی ہو؟ غیر مسلمانوں سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ آج زمین انکے ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہوئے ایسے مکروہ نظارے بھی دیکھ رہی ہے۔ کیا کبھی پہلے بھی بنی نوع انسان کی ایسی دگرگوں حالت ہوئی تھی؟ خشکی اور تری پر انسان کہلوانے والی مخلوق کی یہ بدعملیاں کیا کسی مرسل کے ظہور کی خبر نہیں دے رہیں؟ مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں، فرقہ پرستی اور ہر گروہ کا اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو نافذ کرنے کی تگ و دو کیا کسی مصلح اور مجدد کے ظہور کی خبر نہیں دیتی؟ اور کیا یہ مصلح حضرت بانئے جماعتؑ کو بشارت دیئے گئے موعود زکی غلام کے علاوہ اور کوئی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا خاکسار کا دعویٰ قرآن کریم کے معیار ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ'' اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق پندرھویں صدی ہجری کے سر پر نہیں ہوا ہے؟؟؟

(۷) قرآن کریم کے مطابق ان لوگوں کی پہلی زندگی پر کوئی شخص عیب نہیں لگا سکتا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس۔۱۷) پس یقیناً میں اس (یعنی رسالت) سے پہلے ایک طویل عمر تم میں گزار چکا ہوں۔ کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

انصر رضا صاحب۔ دعویٰ سے پہلے خاکسار اپنی زندگی کے ابتدائی پندرہ سال (۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۹ء) ڈاور میں رہا ہے۔ اسکے بعد ۱۹۷۸ء تک دارالصدر غربی حلقہ مسجد لطیف ربوہ میں رہا ہوں۔ بعد ازاں ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک کراچی میں اور ۱۹۸۱ء سے ۳۱ر جنوری ۱۹۸۴ء تک احمدیہ ہوسٹل نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں رہا ہوں۔ یہاں دارالحمد میں وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے کسی مبارک جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر موعود زکی غلام ہونے کا انکشاف فرمادیا۔ اس انکشاف کے بعد یکم فروری ۱۹۸۴ء سے دس (۱۰) ستمبر ۱۹۸۶ء تک ربوہ میں دارالصدر میں رہا ہوں۔ ستمبر ۱۹۸۶ء کو خاکسار جرمنی چلا آیا تھا۔ ستمبر ۱۹۸۶ء سے لے کر اپنے کھلے عام دعویٰ ۱۲ر دسمبر ۲۰۰۳ء تک جرمنی کے شہر کیل میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان میں رہا ہوں۔ خاکسار افراد جماعت احمدیہ کو دعوت عام دیتا ہے کہ تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جہاں جہاں میں رہا ہوں آپ وہاں جا کر لوگوں سے پوچھیں کہ میں نعوذ باللہ بدفطرت انسان ہوں یا کہ نیک فطرت۔ ڈھونڈنے کے باوجود انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو بھی میری زندگی میں کوئی عیب نہیں ملے گا۔ اور پھر اسکے بعد کیا میں آپ سے یہ نہ کہوں گا کہ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ ؎

جب سے ملا وہ دِلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر　　دِل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

(۸) نصرت الٰہی اِن لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (المجادلہ۔۲۲) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلوں کو جو غلبہ بخشتا ہے وہ ہمیشہ دلیل کا غلبہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات شاذ کے طور پر دلیل کے غلبے کیساتھ وہ مادّی غلبہ بھی بخش دیتا ہے مثلاً فتح مکہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے رہائی دلانا وغیرہ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو آپ سب پر دلیل کیساتھ غالب نہیں کیا ہے؟ اگر کسی کو شک ہو تو وہ جب چاہے اور جہاں چاہے خاکسار اُس کا شک دور کرنے کیلئے تیار ہے۔ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا　　آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(۹) یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب اور فتح مند ہوتے ہیں۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ (اعراف۔۱۲۹) اور (اچھا) انجام متقیوں کیلئے ہے

انصر صاحب۔ کسی بھی مرسل کی بعثت کا مقصد مروجہ جھوٹے دعاوی اور باطل عقائد کا دلائل و براہین کیساتھ قلع قمع کرنا ہوتا ہے۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ میں نہ صرف خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی حقیقت کو طشت از بام کیا بلکہ ملوکیت کو جھوٹے طور پر خلافت اور قدرت ثانیہ کہنا، خلیفہ خدا بناتا ہے کا جھوٹ اور حقیقی اسلام کا جھانسہ دے کر

ایک غیر اسلامی نظام کیساتھ افراد جماعت کو ذہنی غلام بنانے کی مکاریوں کو قطعی طور پر بے نقاب کیا ہے۔اگر کسی احمدی کو اِن مذکورہ بالا باتوں میں کوئی شک ہو تو میں اور میرے ساتھی اُس کا ہر قسم کا شک دور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں۔آزمائش شرط ہے۔اس لحاظ سے خاکسار الحمدللہ آج بھی اپنی زندگی میں کامیاب اور فتح مند ہے۔الحمدللہ ؎

تھک گئے ہم تو اِنہی باتوں کو کہتے کہتے ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

حاصل کلام۔خاکسار نے ۲۲؍جنوری ۲۰۱۱ء کو کینیڈا میں ایک علمی مناظرے میں انصر رضا صاحب کے دیئے گئے بیان کے سلسلہ میں اُنکے آگے یہ سوال رکھا تھا کہ آپکا خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود ماننے کا عقیدہ بالکل غلط ہے کیونکہ آپکے اس عقیدے کی قرآن کریم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مبشر الہامات تکذیب کر رہے ہیں۔لیکن انصر رضا صاحب کی یہ ذمہ داری تھی کہ یا تو میرے دلائل کو جھٹلا کر مصلح موعود سے متعلقہ اپنے عقیدے کو سچا ثابت کر دیتا اور یا پھر بڑی دیانتداری کیساتھ اپنے بیان کے مطابق کم از کم اس جھوٹے عقیدہ مصلح موعود سے تائب ہو کر اس کا اعلان کر دیتا۔لیکن وہ اپنی دنیاوی مجبوریوں کی وجہ سے اپنے ہی بیان کے مطابق اپنے وعدہ کو نبھا نہ سکے۔اُنہوں نے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود جہاں سے ہماری بات شروع ہوئی تھی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے میرے دعویٰ کے سلسلہ میں میرے آگے دو سوال یا دو آپشنز رکھ دیئے۔مثلاً وہ لکھتے ہیں **اولاً**۔اپنا واضح اور صریح الہام پیش کریں جس میں معین الفاظ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کہا ہو۔**ثانیاً**۔قرآن کریم کے معیارِ صداقت پیش کریں اور اپنا سچا ہونا ان کی رو سے ثابت کریں۔قارئین کرام۔خاکسار نے قرآن کریم کی روشنی میں انصر صاحب کے دونوں سوالوں کا الحمدللہ کامل اور شافی جواب دے دیا ہے۔اب انصر رضا صاحب کو چاہیے کہ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر اپنے عقائد پر نظر ثانی کریں کیونکہ اسی میں اُنکی بھلائی ہے۔خاکسار کی طرف سے انصر رضا صاحب کے نام یہ آخری خط ہے۔مجھے یقین ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اب انصر رضا صاحب پر کافی سے زیادہ اتمام حجت ہو چکی ہے۔میں اپنی بات حضورؑ کی اس نصیحت کیساتھ ختم کرتا ہوں۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک اِنسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔اُس وقت تک پرانے خیلات نہیں چھوڑ سکتا۔اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ کا مخلص

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۲۰؍نومبر ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆